REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۵ — شمارہ ۱۴

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائبین:- بشارت احمد حیدر، شکیل احمد طاہر

شرح چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالک غیر (بذریعہ بحری ڈاک) ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۲ رجب ۱۴۰۶ ہجری — ۳ شہادت ۱۳۶۵ ہش — ۳ اپریل ۱۹۸۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان- ۲۰ امان (مارچ) - سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران موصول ہونے والی تازہ اطلاع کے مطابق حضور پُر نور لنڈن میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ اور مہماتِ دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن معروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت اپنے پیارے امام ہمام کی صحت و سلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دُعائیں کرتے رہیں۔

● - محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بوجہ پیرانہ سالی علیل رہتی ہے صحت و سلامتی اور برکتوں سے معمور طویل زندگی کے لئے احباب کرام دُعائیں جاری رکھیں۔

● - اسیرانِ ساہیوال اور سکھر جنہیں سزائے موت اور عمر قید دی گئی ہے، کے لئے بھی خصوصی دُعائیں جاری رکھیں کہ خدا تعالیٰ جلد از جلد رہائی اور خیر کے سامان پیدا کرے۔ آمین۔

● - جملہ احباب جماعت احمدیہ قادیان خیریت سے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ◆

لوکل انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام

قادیان میں جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت انعقاد، پُروقار تقریب میں علماءِ سلسلہ کی پُرمغز تقاریر

رپورٹ: مرتبہ:- مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی سیکرٹری تبلیغ و تربیت لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان- ۲۳ امان (مارچ) - چونکہ ۲۳ مارچ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر مامور ہونے کا دعویٰ فرمایا اور اس روز لدھیانہ میں حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے مکان پر سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا تھا اس لئے جماعتِ احمدیہ کے یومِ تاسیس کی یاد کو تازہ کرنے اور قیامِ سلسلہ کے مہتم بالشان اغراض و مقاصد سے متعارف کرانے کے لئے ہر سال دُنیا بھر میں احمدی جماعتیں ۲۳ مارچ کو جلسہ مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا کرتی ہیں۔

قادیان میں بھی اس پُروقار تقریب کے انعقاد کے لئے پروگرام بنایا گیا۔ اور اس روز صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر اور اداروں میں تعطیل کی گئی تاکہ ساکنینِ قادیان احباب و خواتین اس بابرکت تقریب میں شمولیت فرما سکیں۔ چنانچہ ۲۳ مارچ بروز اتوار صبح نو بجے مسجد اقصیٰ میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ زیرِ صدارت محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظرِ اعلیٰ منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم زاہد مشرف صاحب نے کی۔

بعدہٗ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

اس کے بعد سلسلہ تقاریر شروع ہوا۔ اور محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے۔ بلکہ دین اسلام ہی کو از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپؑ کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپؑ کے کاموں میں سے دو اہم کام یہ ہیں کہ یُحْيِي الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام آپؑ کو الہاماً بتائے۔ اور احادیث میں بھی مسیح موعود کے یہ کام بیان ہوئے ہیں۔ محترم مولانا نے اِن دو بنیادی کاموں کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو اس ضمن میں عائد ہونیوالی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

اجلاس کی دُوسری تقریر محترم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ناظر دعوت و تبلیغ نے بعنوان "موعود اقوام عالم" فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ تمام مذاہب کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام اقوامِ عالم کو ایک موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ ہنود کی مقدس کتابوں میں کلجگ کے زمانہ کی علامات بیان کر کے ایک مصلح اور اوتار کی آمد کا وعدہ دیا گیا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں بھی مسیح کی آمدِ ثانی کا ذکر ہے۔ یہودیوں میں بھی ایک مصلح کی آمد کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ پارسیوں میں بھی ایک مصلح کی آمد کا ذکر ہے۔ اور مسلمانوں عیسائیوں۔ ہندوؤں سب نے ہی مصلح کی آمد کا وقت بھی ایک ہی بتایا ہے۔ عیسائیوں نے ۱۹۰۰ء تک کا زمانہ بتایا ہے۔ ہندوؤں کے شاستروں سے ۲۰۰۰ بکرمی تک کا زمانہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں میں تو چودھویں صدی میں مسیح و مہدی کی آمد کا واضح ذکر ہے۔ فاضل مقرر نے بتایا کہ آج سے نوّے سال پہلے ہر مذہب میں یہ چرچا تھا کہ قومیں بگڑ گئی ہیں۔ کوئی مصلح مبعوث ہونا چاہیئے مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام "موعودِ اقوامِ عالم" خدائی وعدوں کے مطابق آئے تو لوگوں نے آپؑ کی مخالفت کی۔ اور آپؑ کے ساتھ وہی سلوک کیا جو انبیاء کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن غلبۂ اسلام اس موعود اقوامِ عالم کے ذریعہ مقدر ہے۔ اور قومیں اسلام میں داخل ہو کر ہی برکت پائیں گی۔

اِس اجلاس کی تیسری تقریر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسرِ صلیب" فرمائی۔ آپ نے بخاری شریف کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا یہ ایک اہم کام بیان فرمایا ہے کہ وہ صلیب توڑیں گے۔ یعنی مسیح موعود کے ذمہ کسرِ صلیب ایک اہم فریضہ ہے۔ موصوف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعۂ صلیب کے متعلق یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو نعوذ باللہ جھوٹا اور لعنتی ثابت کرنے کے لئے صلیب پر چڑھایا اور اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ کا نعرہ لگایا۔ اور عیسائیوں نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ یسوع مسیح صلیب پر چڑھ کر تمام انسانوں کا کفارہ ہو گئے وہ خدا کے بیٹے تھے۔ اور مسلمانوں نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ واقعۂ صلیب سے پہلے ہی حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ اُٹھا لئے گئے اور جس کو صلیب دی گئی وہ کوئی یہودی تھا جو مسیح کا ہمشکل بنایا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم۔ تواریخ اور اناجیل سے یہ ثابت فرمایا کہ حضرت مسیحؑ نہ تو زندہ آسمان پر گئے اور نہ ہی صلیب پر مارے گئے بلکہ صلیب پر سے بیہوشی کی حالت میں اُتارے گئے اور پھر صحتیاب ہو کر یروشلم سے افغانستان اور کشمیر تک کا طویل سفر کیا (باقی ۱۱ پر)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور، کٹک (اُڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ر صلح (جنوری) ۱۳۶۵ہش / ۱۹۸۶ء بمقام مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ رُوح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ کیسٹ کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لاکر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے — (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی :—

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ○ بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ○ (سورۃ القیامۃ : ۴-۵)

اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰى ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ○ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ○ (القیامۃ: ۳۸ تا ۴۱)

اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ○ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ○ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (یٰس: ۸۲ تا ۸۴)

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ○ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ○ (المعارج: ۴۱ تا ۴۲)

وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ○ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ○ (القمر: ۴۲-۴۳)

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ○ اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ○ (الزخرف: ۴۲ و ۴۳)

اور پھر فرمایا :—

یہ قرآن کریم کی مختلف آیات جو مختلف سورتوں سے اخذ کی گئی ہیں ان کا تعلق خدا تعالیٰ کی دو صفات، قادر اور مقتدر سے ہے لیکن پہلے اس سے کہ اس مضمون پر میں کچھ کہوں

گزشتہ مضمون

جس کا تعلق خدا تعالیٰ کے قدیر ہونے سے تھا اس سے متعلق چند باتیں باقی ہیں جو میں پہلے بیان کروں گا۔

عملاً تو ایک ہی مادے سے یہ تینوں صفات نکلی ہیں۔ قُدرت یا قَدَر سے اور تَدَدْ بھی دال کی زبر کے ساتھ۔ لیکن عربی کا طریق یہ ہے کہ مختلف سانچوں میں ڈھال کر ایک ہی مادہ مختلف معنے دینے لگ جاتا ہے۔ اور ہر سانچے کا اپنا ایک خاص مضمون ہے۔ جو اس لفظ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ صفات اپنے خصوصی معنے بھی رکھتی ہیں۔ حالانکہ بنیادی طور پر ایک ہی مادے سے نکالی ہوئی ہیں۔

چنانچہ جہاں تک قدیر کا تعلق ہے اس کی بحث کے دوران میں یہ بتا رہا تھا کہ ایک ایسا مضمون بھی ہے جس کا میں بعد میں ذکر کروں گا۔ کیونکہ قدرت کے بعض معانی ابھی بیان کرنے باقی ہیں)۔ وہ مضمون

ایک مناظرے سے تعلق رکھنے والا مضمون

ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے دشمن جن میں عیسائی بھی شامل ہیں اور آریہ ہندو خصوصیت کے ساتھ پیش پیش ہیں، بار بار جو صفات باری تعالیٰ قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں ان پر مختلف رنگ میں اعتراض کرتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے اوپر تو اعتراض بھی اور ٹھٹھے بھی بہت کئے گئے ہیں۔ اور یہ بحثیں آریوں کی طرف سے اٹھائی گئیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ ہر گناہ پر قادر ہے۔ خودکشی پر قادر ہے۔ ہر بد فعل پر قادر ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے بھی ہر چیز پر قادر ہونے کے بیان پر اعتراض کئے گئے۔

لیکن سب سے زیادہ دکھ والی بات یہ ہے کہ خود مسلمان علماء نے بھی ان بحثوں کو اٹھایا۔ اور بڑے بڑے مناظرے ان باتوں پر ہوئے۔ یہاں تک کہ ہندوستان میں بھی قریب ہی کی تاریخ میں ان مناظروں میں بہت کشت و خون ہوا۔ اور بہت سے گروہوں کے گھر لوٹے گئے اور بچے یتیم کئے گئے۔ اس وجہ سے کہ یہ بحثیں اشتعال پکڑ گئیں۔ ایک فریق کہتا تھا کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ جھوٹ بولے۔ اور دوسرا فریق کہتا تھا کہ اس بات پر قادر نہیں۔ ایک فریق کہتا تھا خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ جسے ہم جنسی گناہ کہتے ہیں وہ جنسی گناہ کرے۔ اور دوسرا فریق کہتا تھا کہ اس بات پر قادر نہیں۔ پہلے فریق کے خلاف تو جو اعتراض ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ جس کے نتیجے میں عوام کا اشتعال پکڑنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ دوسرے فریق کے خلاف اس لئے اشتعال آتا تھا کہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بعض چیزوں پر قادر نہیں۔ اس کی آدھی قدرت کا انکار کر رہے ہیں۔ اور جب ان سے یہ سوال کیا جاتا تھا کہ ایسی لغو بحثیں کیوں کرتے ہو تو جواب دیتے تھے کہ یہ مجبوری ہے۔ یہ

اِمکان کی بحث

ہے۔ اور امکان کی بحث میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جس قسم کی مرضی امکان کی بحث کر لو۔ لیکن ان ہی لوگوں سے اگر یہ سوال کیا جائے کہ اپنی والدہ کی بدکاری کے امکان پر بیوں بحث نہیں کرتے؟ تو وہ اس بات پر قتل و خون خرابے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ یعنی صرف خدا تعالیٰ کی غیرت ہی ایک ایسی ادنیٰ اور معمولی بات ہے کہ اس پر امکانی بحثیں بے شک جس طرح مرضی اٹھائی جائیں۔ تصور کو جس گندگی میں چاہو اتار دو۔ لیکن اپنے عزیزوں اور قریبیوں اور خونی رشتہ داروں اور محبت کرنے والوں اور جن سے تم محبت کرتے ہو ان کے متعلق کوئی ادنیٰ سی بات بھی برداشت نہ کر سکو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

چنانچہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب آریوں اور عیسائیوں سے مناظرے ہوئے تو جو موقف اختیار کیا وہ نہایت ہی عظیم الشان ہے اور

نہایت گہرا عالمانہ موقف

ہے۔ آپؑ نے دو پہلوؤں سے اس پر بحث فرمائی ہے۔ اوّل تو قدرت کا معنی کیا ہے؟ جب قدرت کے معانی پر آپ غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ قدرت کا معنی ہے متناسب چیز پیدا کرنے والا، متناسب فعل کرنے والا۔ جیسا کہ میں نے لغوی معنی آپ کے سامنے بیان کئے تھے۔ ہر وہ چیز جس میں ایسی تساوی پائی جائے۔ ایسا آپس میں بیلنس (BALANCE) جس کو انگریزی میں کہتے ہیں SYMMETRY توازن اتنا خوبصورت پایا جائے کہ ذرہ سا بھی فرق نہ ہو۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قدرت کے اندر ہی حکمت شامل ہے۔ اس لئے جو چیز بھی حکمت کے خلاف ہے وہ قدرت کے خلاف ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ قدیر ہے تو قدیر سے مراد یہ ہے کہ وہ حکمت کے فعل کرنے پر قادر ہے۔ وہ ایسی باتیں کرنے پر قادر ہے جو حسین ہوں جن کے اندر توازن پایا جائے۔ جو عیب سے مبرا ہوں۔ اور جن میں خوبیاں پائی جاتی ہوں۔ اور یَشَآءُ کے معنے پر بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زور دیا۔ اور فرمایا کہ یَشَآءُ سے مراد ہے جو وہ چاہتا ہے۔ تم میں سے نسبتاً جو پاک لوگ ہیں، وہ تو یہ نہیں چاہتے کہ وہ گندگیاں۔ خدا کے متعلق تم کیسے سوچ سکتے ہو کہ وہ کوئی بے غیرتی والی بات، کوئی گندی بات، کوئی نامناسب اور بیہودہ بات کرنے کے متعلق سوچ بھی سکتا ہے۔ تو یَشَآءُ کا تعلق چونکہ اللہ کی مشیت، اللہ کی فکر، اللہ کے ارادے سے ہے، اس لئے ہر وہ بات جو غلط ہے وہ ویسے ہی خارج از امکان ہو جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات پر زور دیا کہ ان بحثوں کو ختم کیا جائے۔ کیونکہ

اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کی بحثیں گستاخی ہیں

اور نہایت ہی نامناسب بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق کوئی دور کی بھی لغو بات سوچی جا سکے۔ تو یَشَآءُ اور قَدِیْرٌ میں دونوں کے اندر یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ خدا

جب چاہتا ہے تو غلط بات چاہ سکتا ہی نہیں ان معنوں میں کہ اس کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اور قدرت کے معنی ہی یہ ہیں کہ جو چیز متوازن ہو اور اچھی ہو اور حکمت سے تعلق رکھتی ہو۔ پس جب یہ کہیں گے کہ فلاں چیز خدا یعنی گندی چیز نہیں کر سکتا تو یہ خدا تعالیٰ کی صفت پہ حرف نہیں آتا۔ بلکہ ایسی بات ہے جیسے کہیں کہ فلاں شخص فلاں تصویر نہیں بنا سکتا جو کسی بڑے آرٹسٹ نے بنائی ہے۔ فلاں شخص فلاں قسم کی میوزک نہیں بنا سکتا جو کسی بڑے میوزیشن (MUSICIAN) نے بنائی ہے تو وہاں اُس کا قدرت سے عاری ہونا ثابت ہوگا جو نہیں بنا سکتا۔ اچھے میوزیشن (MUSICIAN) کے متعلق یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ چونکہ گندی میوزک (MUSIC) نہیں بنا سکتا اس لئے وہ قادر نہیں ہے۔

قدرت کا مضمون ہی اعلیٰ تخلیق سے تعلق رکھتا ہے

قدرت کے فقدان کے نتیجے میں بد چیزیں پیدا ہوتی ہیں نہ کہ قدرت کے موجود ہونے کے نتیجے میں بد چیزیں سوچی جا سکتی ہیں۔ اس لئے اگر خدا قدیر ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس سے قدرت کا فقدان ثابت ہو وہ چیز اس کے اندر شامل نہیں ہے۔

ایک تو یہ ضروری بات تھی جو بتانے والی تھی دوسری

ایک نیا مضمون

ہے جو خدا تعالیٰ نے پہلے خطبے کے دوران مجھے بتایا اور اس کے بعد پھر اس مضمون کو تفصیل سے مجھے سمجھایا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ خطبے کے دوران جب میں لغوی معنی بیان کر رہا تھا تو میں نے کہا کہ ایک معنی اس کا عَلَّمَہٗ بھی ہے یعنی اس نے سکھایا۔ یہ کہہ کر چونکہ مجھے یاد تھا کہ میرے نوٹس میں کہیں بھی عَلَّمَ کا معنی نہیں لکھا ہُوا۔ جب میں نے یہ پڑھا اور آپ کو بتایا تو میں نے دوبارہ نظر ڈالی اور وہاں لکھا ہُوا موجود تھا۔ پھر تردّد کے باوجود میں نے دوبارہ پڑھا کہ عَلَّمَ بھی ہے۔ اور جب میں پڑھ چکا تو وہ عَلَّمَ کا لفظ غائب ہوگیا اور فوری طور پر میں تعجب میں مبتلا تھا کہ اس مضمون کو اب کیسے جاری رکھوں کیونکہ نہ میرے نوٹس میں وہ شامل تھا نہ میرے کبھی پہلے تصور بھی آیا تھا کہ قَدَّرَ کا معنی عَلَّمَ بھی ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ دوبارہ دیکھنے کے باوجود بہت کھلا کھلا صاف لکھا ہُوا موجود تھا اس لئے وہ میں نے پڑھ دیا۔ چونکہ اگلا لفظ عَزَمَہٗ تھا اس لئے میں نے اس کے ساتھ اس کا تعلق باندھنے کی کچھ کوشش کی۔ لیکن پوری طرح دل کو تسلی نہیں ہوئی۔ اس لئے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جب ایک نیا مضمون دکھایا ہے تو اس کے معنی بھی سمجھائے۔ چنانچہ

خُدا تعالیٰ نے جو اس کے معنی سمجھائے

وہ ایسے حیرت انگیز ہیں اور اتنے وسیع ہیں اور اتنا قطعی طور پر قرآن کریم سے ثابت ہیں کہ پھر مجھے یہ تعجب ہُوا کہ اس سے پہلے کسی کا خیال کیوں نہیں اس طرف گیا؟ کیونکہ نہ اہلِ لغات نے نہ اہلِ تفسیر نے اشارۃً بھی اس بات کا کہیں ذکر کیا ہے۔ عَلَّمَ کا معنی ہیں سکھانا اور عموماً یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ عَلَّمَ کے معنی ایسا سکھانا ہے جس کا تعلق بیان سے ہو اور لفظوں سے ہو۔ حالانکہ عَلَّمَ کا معنی کا تعلق محض لفظوں اور بیان سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ خاموش تعلیم جو فطرت میں ودیعت کی جاتی ہے اُسے بھی قرآن کریم تعلیم ہی کہتا ہے اور اس کا لفظوں اور بیان سے کوئی تعلق بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس تعلیم کو دو حصوں میں بانٹا اور اس کا الگ الگ ذکر فرمایا۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے:

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝ (الرحمٰن: ۱تا۴)

کہ وہ رحمٰن خدا ہی ہے جس نے قرآن سکھایا۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ انسان کو بنایا وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ اور اس کو بیان سکھایا۔ تو

قرآن کریم کے نزول کا تعلق بیان سے ہے

اور ایسی تعلیم سے ہے جو لفظوں میں پیش کی جاتی ہے۔ دوسری جگہ جب خُدا تعالیٰ تخلیقِ عالم کا ذکر فرماتا ہے آسمان اور زمین، اور پھر اس سے نفس کی پیدائش کا تو وہاں فرماتا ہے:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا ۝ فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا ۝ (الشمس: ۸ و ۹)

کہ ہم نے نفس کو پیدا کیا۔ یعنی پہلے آسمان وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰھَا سے مضمون شروع ہوتا ہے وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰھَا کہ ہم گواہ ٹھہراتے ہیں آسمان کو اور جیسے وہ بنایا گیا اور زمین کو اور جس طرح وہ ہموار کی گئی پھر فرماتا ہے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا اور نفس کو کس طرح خُدا نے اسے نہایت ہی عمدہ ترکیب کے ساتھ پیدا کیا اور متوازن کیا۔ اور جب اُسے ٹھیک ٹھاک کیا فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا اس کو الہام کیا اُس کے گناہوں کے متعلق بھی، اُس کی بدیوں کے متعلق بھی، گندی چیزیں جن سے اُس کو بچنا چاہیئے اُن کے متعلق بھی، اور اچھی چیزوں سے متعلق بھی اس کو الہام کیا۔ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے:

خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ ۝ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَہٗ۔ ہم نے اس کو پیدا کیا خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ (عبس: ۲۰ و ۲۱)

یہاں اَلْھَمَھَا کی بجائے قَدَّرَ کا لفظ استعمال فرماتا ہے اس کو ہم نے قَدَّرَ کیا یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر اس کی فطرت میں کچھ چیزیں داخل کیں۔ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَہٗ پھر اُسے چلا دیا اُن رستوں پر جو اس کے لئے معین کئے گئے تھے۔ پس ان معنوں میں

خُدا تعالیٰ کے کلام کو ہم دو حصوں میں منقسم کر سکتے ہیں

ایک وہ کلام جو لفظوں اور بیان سے تعلق رکھتا ہو اور ایک وہ کلام جو لفظوں اور بیان سے تو تعلق نہیں رکھتا لیکن تمام کائنات میں موجود ہے۔ اور یہی وہ کلام کا وسیع معنی ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے:

لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ۝ (الکہف: ۱۱۰)

کہ اگر سمندر خدا تعالیٰ کے کلام کو لکھتے اور ختم ہو جاتے لکھتے لکھتے تو تو دیکھتا کہ خُدا کا کلام ختم نہیں ہُوا خدا کے کلمات ختم نہیں ہوئے وَلَوْ جِئْنَا

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔"
(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاجِ دُعا: اقبال احمد جاوید مع برادران جے این روڈ لائنز جے اینڈ انٹرپرائسز
NO 75 FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J. K. RONO BANGLORE
PH. NO. 228666 - PIN: 560002

ہمیشہ مدد دگا خواہ ہم ایسے اور بھی سمندر اس کو لکھنے کیلئے لے آتے تو جہاں تک خدا تعالیٰ کے

ظاہری لفظی کلام

کا تعلق ہے یہ تو اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے سارے کلاموں کو اکٹھا بھی کر لیا جائے اور تمام انسانوں نے آج تک جو کچھ بھی لکھا ہے یا جو کچھ لکھ سکتے ہیں آئندہ ان سب کو بھی اکٹھا کر لیا جائے تو سمندر چھوڑ کے ایک ندی بھی ختم نہیں ہوگی۔ ایک ندی کی سیاہی بھی غالب آجائے گی اس کلام کے اوپر لکھنے کے لحاظ سے۔ تو وہ کونسا کلام ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر ہم سمندروں کو حکم دیتے کہ وہ لکھیں تو وہ خشک ہو جاتے اور بھی ویسے لے آتے تب بھی کلام الٰہی کلمات الٰہی ختم نہیں ہو سکتے تھے۔ تو وہ یہی وسیع تر مضمون ہے کلام کا کہ ایک کلام ہے جو لفظی ہے اور بیان سے تعلق رکھتا ہے۔

ایک کلام ہے تقدیری

جو خدا کی ایسی قدر سے تعلق رکھتا ہے جو ہر چیز میں جاری کی گئی ہے۔ اور باریک در باریک احکامات اس کے اندر داخل کئے گئے ہیں جو اپنے وقت پر کھلتے ہیں جیسا کہ میں پہلے معنی بیان کر چکا ہوں۔ اور یہ سب تعلیم الٰہی کے نتیجے میں ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ تعلیم نہ کرتا فطرت کو تو کسی چیز میں کوئی بھی صفت نہ ہوتی۔ ہائیڈروجن (HYDROGIN) جس طرح BEHAVE کر رہی یا کاربن ڈائیکسائیڈ جس طرح BEHAVE کرتی ہے یا دوسرے مادے ہیں مختلف جو ایکدوسرے کے ساتھ مل کر یا الگ الگ بعض صفات دکھاتے ہیں، جتنی بھی کائنات میں چیزیں ہیں ان سب کے اندر خواہ وہ زندگی رکھتی ہوں یا زندگی سے عاری ہوں۔ جتنی بھی صفات جلوہ گر ہیں یہ ساری تعلیم کی طرح ہیں اور اس کی تعلیم دی گئی ہے اللہ کی طرف سے اور خود بخود جاری ہونے والی چیزیں نہیں ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہم کر لینا کہ یہ چیزیں خود بخود اتفاقاً ہوئی ہیں یا اتفاقاً جاری ہیں بالکل غلط ہے۔ یہ خدا کی تقدیر کے ساتھ جاری ہیں اور وہ تقدیر ہر وقت کام کر رہی ہے۔

پس، ان معنوں میں

تقدیر کا ایک اور معنیٰ

بھی ہمیں سمجھ آگیا۔ قدر خیرہ و شرہ کا ایک اور مفہوم ہمارے سامنے اُبھر آتا ہے۔ تقدیر عام کیا چیز ہے۔ تقدیر عام یہی تعلیم عام ہے جو ہماری فطرت کے اندر لکھی ہوئی ہے اور جیسے اب سائنس دان پڑھنے کے اہل بھی ہو گئے ہیں اور جب ہم کہتے ہیں کہ فطرت میں لکھی ہوئی ہے تو واقعتاً لکھی ہوئی ہے۔ ایسی چیز نہیں ہے جو فرضی ہے یا محاورۃً ہم کہہ رہے ہیں بلکہ انسانی زندگی یا حیوانی زندگی میں تو سائنس دان اُن کوڈس (CODES) کو بریک (BREAK) کرنے کے قابل ہو چکے ہیں اور باقاعدہ ڈی کوڈ (DECODE) کرنے کے بعد وہ پڑھتے ہیں کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟ ہر زندگی کے ذرے میں یہ تعلیم چھپی ہوئی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ اور اس تعلیم کے خلاف کچھ کر نہیں کر سکتا۔ بیان کی جو تعلیم ہے اس کے خلاف انسان جا سکتا ہے لیکن یہ جو تعلیم ہے

خاموش تعلیم

اس کے خلاف انسان جا نہیں سکتا۔ اسی لئے اس کا نام تقدیر رکھا۔ اسی لئے کہتے ہیں تقدیر الٰہی اٹل ہے۔ تو تقدیر الٰہی جو عام معنی رکھتی ہے وہ یہی معنی ہیں۔ چونکہ فطرت میں خدا تعالیٰ نے جو چیزیں داخل فرمائیں اور لکھ دیں کہ ایسے ہوگا تو آپ جب کہتے ہیں کہ لکھی ہوئی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے ٹل نہیں سکتی جو لکھی ہوئی ہو اس کا یہی معنی ہے۔ ہر چیز لکھی ہوئی ہے۔ ایک ایک ذرے کے اندر اس کی تمام حرکات و سکنات

جو اس نے کرنی ہیں وہ لکھی ہوئی موجود ہیں۔ کچھ بہت معمولی حصہ ایسا ہے جو سائنس دان پڑھ سکے ہیں لیکن لا متناہی حصہ ابھی ایسا موجود ہے جسے وہ پڑھ نہیں سکتے۔ صرف جب وہ لکھی ہوئی کے مطابق ایک حرکت ہوتی ہے تو اس حرکت کو وہ دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے پیچھے کیا کیا کچھ لکھا ہوا ہے اس تک ابھی ان کی نگاہ نہیں جا سکتی۔ ہو سکتا ہے آئندہ زمانے میں جب سائنس ترقی کرے تو کچھ اور مضامین بھی لکھے ہوئے وہ پڑھنے کے قابل ہو جائیں۔ اس کو

عام محاورے میں

تعلیم ہی کہا جاتا ہے چنانچہ غالبؔ اپنے ایک شعر میں اسی مضمون کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ ؎

پرتوِ خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

کہ جب سورج کا عکس پڑتا ہے تو شبنم کے قطرے کو تعلیم ہی یہی ہے کہ وہ غائب ہو جائے وہ فنا ہو جائے سورج کا نظارہ کرے اور ایک ہی دید کے ساتھ وہ خود فنا ہو جائے۔ کہتا ہے "اے میرے محبوب! میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک"۔ میری فطرت میں بھی محبت نے یہی تعلیم لکھ دی ہے کہ میں تمہیں دیکھوں اور خود فنا ہو جاؤں۔ یہ تو دنیا کے لحاظ سے تو قصے ہیں اور ہرگز ماننے کی باتیں نہیں ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے اپنے وجود کو مٹا دے۔ مگر

مذہبی دنیا میں

ایسا واقعتاً نظر آتا ہے چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب خدا کا جلوہ دیکھا تو اپنے وجود کو مٹا دیا۔ آپ کو یہ تعلیم تھی آپ کی تقدیر یہی تھی کہ خدا جلوہ گر ہو اور خود محمد مصطفیٰ کا ذاتی وجود مٹ جائے اور کلیۃً خدا جلوہ گر ہو جائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی تعلیم تھی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا جلوہ دیکھیں اور اپنے وجود کو مٹا دیں چنانچہ اسی سے ہمیں ظِلّ کا مضمون سمجھ آیا۔ یہ وہ تعلیم ہے جسے ہم تقدیر بھی کہتے ہیں اور ان معنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا کہ قدرت کا معنی تعلیم بھی ہے اور جب اس پہلو سے ہم غور کرتے ہیں تو قدرت کا سب سے زیادہ وسیع، سب سے زیادہ اطلاق پانے والا معنی ہے ہی تعلیم۔ ہر وہ بات جو سکھائی جائے لفظوں سے بالا ہو کر جو فطرت میں داخل کر دی جائے، جس کی قوت اتنی زیادہ ہو کہ وہاں انکار کی مجال ہی کوئی نہ ہو اور لازماً اس تعلیم کو تقدیر کہا جاتا ہے اور یہی قدرت کا سب سے بڑا مظہر ہے۔

اب میں

دوسرے مضمون کی طرف

آتا ہوں۔ میں نے بیان کیا تھا کہ قادر اور مقتدر۔ قادر اور مقتدر اور قدیر ان تینوں صفات میں عموماً زیادہ فرق نہیں کیا جاتا اور لغت کی کتابیں لکھنے والے کہتے ہیں کہ بنیادی طور پر تینوں کا ایک ہی معنی ہے۔ لیکن جہاں تک قرآن کریم کے استعمال کا تعلق ہے قرآن کریم نے ان تینوں الفاظ کو الگ الگ مخصوص معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اور بعض الفاظ کو زیادہ عمومی طور پر استعمال کیا ہے بعض کو نسبتاً کم عمومی طور پر یعنی خصوصی طور پر اور الگ الگ محلات کے لئے بعض الفاظ کو چنا ہے

قدیر کا لفظ سب سے زیادہ عموم اپنے اندر رکھتا ہے

چنانچہ تخلیق عالم کے متعلق جہاں جہاں بھی قرآن کریم میں ذکر ہے وہاں قدیر کا لفظ ملتا ہے مقتدر اور قادر نہیں ملتا۔ لیکن قدیر کا حوالہ دیکھ جب کوئی نئی قدرت کی جلوہ نمائی دکھانا مقصود ہو تو وہاں لفظ قادر کا استعمال آتا ہے۔ یعنی قدیر کو قرآن کریم زیادہ عمومی صفت کے طور پر پیش فرماتا ہے جو ہر میدان میں کارفرما نظر آرہی ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ

تخلیقِ اوّل پہلی مرتبہ جو کائنات کو پیدا کیا گیا ہے اور پھر اس میں جاری خدا کی قدرت جو دکھائی گئی ہے جب خدا تعالیٰ قرآن کریم میں اس مضمون کو بیان فرماتا ہے تو خدا کی صفت قدیر کا ساتھ ہی ذکر فرماتا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جب ایک خدا کی قدرت کا ایسا جلوہ دکھانا مقصود ہو جو عام جاری تقدیر کے علاوہ ہو اور جاری تقدیر سے انسان جتنا روزمرہ روشناس ہونے کے بعد اس کو نظر انداز کر بیٹھا ہے

جب یہ بتانا مقصود ہو کہ جاگو اور ہوش کرو

وہ خدا جس نے یہ سب کچھ جاری کیا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے۔ تو وہاں لفظ قادر استعمال فرماتا ہے۔ یعنی ایسا قدرت کا جلوہ جو کبھی کبھی بیدار کرنے کیلئے آتا ہو، عام جاری جلوے سے مختلف مضمون پیدا کرتا ہو عام تخلیق سے ہٹ کر ایک نئی تخلیق بناتا ہو وہاں قادر کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور مقتدر عموماً اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں مقابلے کے بھی معنی پائے جاتے ہوں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا جب مخالفین پر

غلبے کا مضمون

بیان ہو گا تو وہاں قادر اور قدیر کی نسبت (قادر کا لفظ بھی بعض جگہ آتا ہے) مگر زیادہ تر اقتدار کا مضمون ہے اس لئے مقتدر صفت بیان کی جاتی ہے۔ تو جب دشمن خدا کی قدرت پر غلبہ پانے کی کوشش کرے، اس وقت جب خدا کی قدرت جلوہ دکھاتی ہے تو وہ مقتدر کی قدرت ہے جو جلوہ گر ہو رہی ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِۧ الْمَوْتٰی بَلٰٓی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (الاحقاف: ۳۴)

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کا محاورہ تو شروع سے آخر تک چونکہ عمومیت رکھتا ہے ہر چیز پر ثابت آتا ہے لیکن لفظ قادر وہاں استعمال فرمایا جہاں عام قدرت کو تو لوگ تسلیم کر رہے ہیں خدا کے قدیر ہونے کے ان معنوں میں تو قائل ہیں کہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن

ایک نئی تخلیق پر قدرت کا انکار

کر رہے ہیں وہاں فرمایا۔ لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ جس قدیر خدا نے پہلی تخلیق جاری فرمائی تھی یہ نہ سمجھو کہ وہ اپنی تخلیق سے عاجز آچکا ہے۔ یا جو کچھ تخلیق کر چکا اسی پر ختم کر بیٹھا ہے۔ لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ۔ اور یہ بھی نہ سمجھو کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد خدا کی قدرت کا ان کے ساتھ تعلق نہیں رہا یا اس کی محتاج نہیں رہیں۔ جاری تعلق ہے ایک جو تمہیں نظر نہیں آرہا لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ ابھی ابھی ان میں تخلیق ہو رہی ہے۔ ابھی بھی نئی نئی قسم کی ان میں DEVELOPMENTS اور EVOLUTIONS کئی مضمون کی جاری ہیں اور تم دیکھ نہیں رہے ان کو۔ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِۧ الْمَوْتٰی۔ یہی قدیر خدا ہے جو اس بات پر بھی قادر ہے۔ یہاں لفظ قادر اس معنوں میں استعمال ہوا کہ عام قدرت سے ہٹ کر ایک نئی جلوہ نمائی فرمائے گا کہ وہ مُردوں کو بھی زندہ کر دے۔ پھر

جہاں بھی تعجب کا مضمون آتا ہے

وہاں قدیر کی بجائے قادر کا لفظ استعمال فرمایا جاتا ہے۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ ○ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ○ (القیامہ: ۴-۵)

کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جوڑ نہیں سکتے پھر؟ نہیں نہیں ہم تو اس بات پر قادر ہیں کہ اس کا انگ انگ دوبارہ اکٹھا کر دیں ذرہ ذرہ دوبارہ جوڑ دیں۔

پھر فرماتا ہے:-

اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ○ ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰی فَجَعَلَ مِنْہُ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِۧ الْمَوْتٰی ○

کہ تم محض تعجب کی وجہ سے خدا کی نئی تخلیق کا انکار کرتے ہو۔ یعنی آئندہ کو تو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہو لیکن ماضی میں جو گزر گیا ہے اس پر تعجب ہی نہیں کر رہے تم کچھ۔ حالانکہ وہ زیادہ تعجب کے لائق بات ہے

جو کچھ ہو چکا ہے

وہ اتنا حیرت انگیز ہے اتنا تعجب میں مبتلا کرنے والا ہے کہ اگر تم اس کو دیکھو اور اس کی کُنہ تک پہنچو اور تعجب میں مبتلا ہو تو تعجب تو کوئی اعتراض کی وجہ ہی پھر باقی نہیں رہتا۔ یعنی مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرما رہا ہے اس مضمون کو کہ اکثر نئی زندگی کا انکار تعجب کی بناء پر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کیسے ہو سکتا ہے؟ ہڈیاں گل سڑ جائیں گی، ہم مر کھپ جائیں گے۔ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ کتنا مشکل کام ہے؟ بظاہر ناممکن نظر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے وقوفو! تعجب کے نتیجے میں اگر تخلیق نہیں ہو سکتی تو تمہاری تخلیقِ اوّل کہاں سے ہو گئی۔ اس میں تو زیادہ تعجب کے محرکات موجود ہیں اور موجبات موجود ہیں۔ اتنا تعجب انگیز ہے مضمون تمہاری تخلیقِ اوّل کا کہ اس پر غور کرو، پھر سوچو کہ جس خدا نے یہ تخلیق پیدا کر دی تھی وہ اس تخلیقِ نو پر کیوں قادر نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ بھی نہ ہو اس سے ایسا

حیرت انگیز تخلیق کا نظام

پیدا کر دے کچھ ہو تو اس سے پھر آگے کیوں پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ مضمون ہے نسبتاً کم تعجب کی بات ہے۔ فرماتا ہے کیا وہ کسی وقت پانی کا ایک قطرہ نہیں تھا یہ تعجب کرنے والا انسان جو اپنی مناسبِ حال جگہ میں ڈالا گیا پھر وہ ایک چمٹنے والا لوتھڑا بن گیا پھر اس خدا نے اس کو اور شکل میں تبدیل فرما دیا اور پھر آخر اسے مکمل کر دیا۔ یعنی کچھ بھی نہیں تھا محض گندگی کا ایک کیڑا تھا جس سے اتنا کامل انسان خدا نے بنا دیا۔ پھر اسے جوڑا جوڑا کر کے بنایا۔ یعنی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے مضمون سے پہلے جو حیوانی حالت میں انسان گزرا ہے اس کا ذکر پہلے فرمایا جا رہا ہے۔ یعنی زندگی کے آغاز سے مضمون چلایا گیا ہے کہ مختلف حالتوں سے زندگی گزرتی ہوئی آگے بڑھی یہاں تک کہ پہلے جوڑا جوڑا نہیں تھی۔ پھر اسے جوڑا جوڑا بنایا گیا یعنی نر مادہ کی تمیز کی گئی۔ یعنی نر اور مادہ کی شکل

"نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے"

(ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعودؑ)

پیشکش:- گلوب ربڑ مینوفیکچررس ۱۰/۲۳ بی رابندر سرانی، کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون:- 27-0441

گرام:- GLOBEXPORT

ہیں بنایا گیا۔ کیا یہ خدا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مُردوں سے زندہ پیدا کر سکے؟ پھر اسی مضمون کو آگے بیان فرماتا ہے

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

کہ کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر نہیں کہ اُن کی طرح کی اور مخلوق پیدا کر دے یہاں مضمون کو اور بھی پیچھے جایا گیا ہے

آسمانوں اور زمین کی پیدائش

کی طرف توجہ پھیر دی گئی۔ کہ اتنا وسیع نظام کائنات کا موجود ہے اس کی تخلیق پر تم کیوں نہیں غور کرتے کہ کتنا حیرت انگیز نظام ہے؟ اور یہاں آکر اٹک جاتے ہو کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم دوبارہ زندہ ہو جائیں یہ جو تم موجود ہو تمہیں ایک نئی تخلیق نہیں مل سکتی اور جب کچھ بھی نہیں تھا اس سے اتنی عظیم الشان تخلیق ہو گئی اس پر تم تعجب نہیں کرتے۔ پھر فرماتا ہے۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ۔

ہرگز نہیں جو تم سوچ رہے ہو غلط ہے اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جو مشارق کا بھی رب ہے، اور مغارب کا بھی رب ہے۔ یعنی

ہر جو نئی صبح طلوع ہوتی ہے

اور جہاں جہاں سے کسی قسم کی بھی کوئی صبح طلوع ہوتی ہے۔ ایک نیا نظام بنتا ہے۔ اُن سب کا بھی خدا ہی رب ہے اور جب ایک نظام تباہ ہوتا ہے اور غرق ہو جاتا ہے جب ایک قوت اُبھرتی ہے اور پھر ڈوب جاتی ہے تو جس جس معنی میں بھی کوئی چیز ڈوبتی اور نظر سے غائب ہوتی ہے اُس کا بھی وہ رب ہے۔ یعنی خدا سے دور کوئی چیز بھی نہیں ہو سکتی، خدا سے کوئی چیز بھی غائب نہیں ہو سکتی۔ فرمایا میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں ہم اس بات پر قادر ہیں کہ

وہ قومیں جو خدا کے انبیاء کی مخالفت کرتی ہیں

اُن کو لے جائیں اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ کہ ہم ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور ہمیں کوئی عاجز نہیں کر سکتا۔

فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ اِنَّهٗ عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ (الطارق: ۶ تا ۹)

یہ بھی وہی مضمون ہے دوسرے رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

اِن باتوں پر غور کر کے جہاں جہاں بھی لفظ قادر کا استعمال ہوا ہے وہاں غور کرنے سے ایک اور بات بھی سامنے آتی ہے کہ

خدا کی ایک اور تقدیر کا ذکر

چل پڑا ہے جس کا تعلق دین اور مذہب سے ہے۔ یعنی پہلے جو قدیر کے اندر جس قدرت کا ذکر تھا جو تقدیر عام تھی اس کا خدا تعالیٰ کی ہر تخلیق سے تعلق ہے۔ وہ عام ہے۔ جاندار سے بھی ہے، بے جان سے بھی ہے۔ ہر جگہ خدا نے ایک تعلیم دے رکھی ہے جس سے کوئی ہٹ نہیں سکتا۔ پھر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو ظاہر فرمایا یا اس سے پہلے دوسری کتب نازل فرمائیں اور ایک نئی تخلیق بنائی جو

مذہبی دنیا کی تخلیق ہے

اس تخلیق میں عام قانون سے ہٹ کر کچھ قوانین ہیں جن کی طرف توجہ دلائی جاتی

ہے۔ سب سے اہم قانون یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک مقصد کی خاطر پیدا کیا ہے جس کے لئے تم جوابدہ ہو گے۔ اور تمہیں دوبارہ اس لئے زندہ کیا جائے گا کہ تمہاری جواب طلبی کی جائے کہ تم نے اس مقصد کو پورا کیا تھا کہ نہیں کیا تھا اور جزاء اور سزا کے لئے تمہیں ایک جگہ اکٹھا کیا جائے اور جو حقدار ہے سزا کا اس کو سزا دی جائے جو جزاء کا حقدار ہے اُسے جزا دی جائے۔

یہ قدرتِ ثانیہ ہے

خدا تعالیٰ کی تقدیر کا نیا اظہار

ہے۔ جہاں جہاں یہ اظہار کیا جاتا ہے وہاں قادر کا لفظ قدیر کی نسبت زیادہ استعمال ہوا ہے۔ بلکہ بہت زیادہ کثرت کے ساتھ لفظ قادر کا استعمال یہاں ہوا ہے۔ تو قرآن کریم کی جو تقدیر جاری ہوتی ہے انسانوں کے اوپر۔ اور نبوت کی جو تقدیر اس سے پہلے سے جاری تھی۔ اور ایک نیا قانون جاری ہوا جس میں کچھ اختیار بھی ہے بندے کو۔ وہ وہ تقدیر ہے جس کا ذکر خدا کی صفت قادر کے تحت کیا جا رہا ہے۔ تقدیر سے بچنے کا کوئی اختیار نہیں تھا بظاہر۔ بظاہر کیا بباطن کسی معنی میں بھی انسان بچ نہیں سکتا۔ لیکن قادر کی تقدیر سے ان معنوں میں انسان کچھ بھاگتا ہے کہ اُسے اختیار دے دیا گیا ہے چاہو تو کرو چاہو تو نہ کرو۔ لیکن ساتھ یہ بتا دیا گیا ہے کہ بالآخر تم خدا کی طرف لوٹو گے۔ بالآخر تمہیں لازماً وہاں پہنچ کر جوابدہی کرنی ہوگی اور تم بچ نہیں سکتے۔ تو غالب تو ہے وہ تقدیر کہ آخر انسان اس میں پکڑا جائے گا لیکن

وقتی طور پر مہلت

دیتی ہے۔ جیسے آپ کسی چھوٹے سے بچے کو کچھ دیر کے لئے آگے بھاگنے دیتے ہیں اور بظاہر اختیار دے دیتے ہیں کہ وہ آپ سے آگے نکل جائے۔ لیکن جانتے ہیں کہ کب اور کس وقت جب آپ چاہیں گے جب آپ فیصلہ کریں گے اس کو پکڑ لیں گے۔ تو ایسی تقدیر کا ذکر جہاں قرآن کریم میں ملتا ہے وہاں لفظ قادر کا استعمال ہوتا ہے اور تخلیقِ نو سے تعلق ہے۔ چونکہ قرآن کریم

انسان کی مذہبی تخلیق

کو تخلیقِ نو قرار دیتا ہے، خلقِ آخر قرار دیتا ہے ...... کے مخالفین کو متنبہ کرتا ہے فرمایا:۔

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

کہ دیکھو فرعون بھی اس سے پہلے آیا تھا اور گزرا تھا اور وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ اور فرعون کی قوم کے سامنے اس کے پیچھے چلنے والوں کے سامنے کئی قسم کے انذاری نشان پیش کئے گئے كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا۔ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا كُلِّهَا۔ کلیتاً۔ فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ۔ ہم نے ان کو اس طرح پکڑا جس طرح ایک عزیز غالب طاقت والی ہستی جو مقتدر ہو وہ پکڑا کرتی ہے جب قدرت گھیرا ڈال لیتی ہے۔ گویا کہ جب مخالفت کے مقابل پر جوش کے ساتھ جلوہ دکھاتی ہے اس وقت خدا تعالیٰ کی صفت قدیر یا قادر کے ذکر کی بجائے مقتدر کی صفت بیان فرمائی جاتی ہے۔ مُقْتَدِر جس طرح تکلیف کر کے ایک کام کرتا ہے، غیر معمولی توجہ کے ساتھ ایک کام کرتا ہے، کوشش کے ساتھ کام کرتا ہے تو فرمایا کہ یہاں خدا کی تقدیر عام جاری نہیں رہی اب۔ اب کوشش کے نتیجہ سے جلال کے ساتھ ظاہر ہوگی اور جو بھی اس کے پیاروں پر حملہ آور ہوتے ہیں اُنہیں لازماً مٹائے گی اُنہیں لازماً ناکام بنا کے دکھائے گی اب عام تقدیر کا بیان مقام ہی نہیں رہا اس تقدیر کی رو سے اگر مخالف بھی نتیجہ نکلنا ہو تو تقدیر خدا کی تقدیر اس نتیجے کو ناکام بنا دے گی اور ایک نیا نتیجہ پیدا کر کے دکھا دیتی ہے ان معنوں میں مقتدر، قدیر اور قادر دونوں سے زیادہ شان کے ساتھ اپنی قدرت نمائی کرتا ہے

لیکن

ایک پہلو سے یہ مضمون محدود ہو جاتا ہے

یعنی صرف خدا کے پاک بندوں کے لئے یہ تقدیر جوش دکھاتی ہے تو یہ تقدیر خاص بھی ہے اس لحاظ سے محدود ہے اور چونکہ تقدیر خاص ہے اس لئے زیادہ طاقتور بھی ہے اور زیادہ غالب بھی ہے۔

تو تین قسم کی تقدیریں ہمیں نظر آئیں۔ تقدیر عام' اور تقدیر خاص جو مذہبی تقدیر ہے' اور پھر اخص یعنی مقتدر کی تقدیر۔ پھر قرآن کریم نے اسی مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذکر میں بیان فرماتا ہے :۔

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ۔

کہ اگر ہم تجھے لے بھی جائیں یعنی اپنے پاس بلا بھی لیں فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ہم لازماً ان لوگوں سے تیرا انتقام لیں گے۔ یعنی تُو تو ہمیشہ نہیں رہ سکتا اس دنیا میں لیکن جس مقتدر خدا سے تیرا تعلق ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے اگر تیرے دشمن مٹ جائیں تو وہ مٹ جائیں گے۔ ضروری نہیں کہ ان کے کام کو جاری رکھنے والے ہوں۔ لیکن تو اگر نہ رہے اس دنیا میں تو

تیرا کام نہیں مٹنے دیا جائے گا

اور جنہوں نے تجھ پر ظلم کئے ہیں ہم اُن سے لازماً انتقام لیں گے لیکن بعد کے وعدے صرف نہیں ہیں اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ۔ اَوْ میں استثناً بتایا جاتا ہے۔ فرمایا یہ نہیں کہ ہم مستقبل کے ہی وعدے کر رہے ہیں کہ پہلے تجھے واپس بلالیں گے اور پھر اس سے انتقام لیں گے۔ کچھ حصہ ایسا بھی ہوگا جو اَوْ کے تابع ہے کہ تیری زندگی میں تجھے بھی دکھائیں گے کہ کسطرح خدا مقدرت رکھتا ہے' اقتدار رکھتا ہے ان لوگوں کے اوپر۔ تیرے مضمون کو غالب کرے گا اور ان کے مضمون کو مغلوب کرکے دکھائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے مختلف جگہ

بہت ہی لطیف تفاسیر

پیش فرماتے ہیں۔ لیکن پہلے مَیں اس سے کہ مقتدر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تفاسیر کے نمونے پیش کردوں جہاں جہاں آپ نے لفظ قادر کا استعمال کیا ہے اور بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اس کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں :۔

"ہمارا خدا قادرِ مطلق خدا ہے وہ کامل اختیار رکھتا ہے یمحو اللّٰہ ما یشاءُ۔ جس چیز کو چاہتا ہے اُسے مٹا بھی دیتا ہے ہمارا ایمان ہے وہ جو کسی کا محتاج نہیں۔ وہ ایک محکم صبح دیتا ہے اور رات کو اس کے بدلنے پر کامل اختیار رکھتا ہے۔ ما ننسخ من ایۃٍ والی آیت اس پر گواہ ہے"

پس

قادر صفت کا تقدیر سے جو تعلق ہے

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں کھولا ہے کہ جاری تقدیر ہے ایک وہ بھی خدا کی جاری کی ہوئی ہی تقدیر ہے مگر وہ ایسی نہیں کہ جو خدا کو عاجز کردے کہ اُسے بدل نہ سکے اپنے وجود کو دکھانے کے لئے ہے

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت۔ اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

کہ اگر وہ خدا یہ غیر معمولی تقدیر جاری کرنا چھوڑ دے تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ خود بخود چیزیں پیدا ہوئیں' خود بخود جاری ہوتی تھیں' خود بخود جاری رہیں گی۔ اور کسی تیسری بیرونی ہستی کے وجود کی ضرورت کوئی نہیں ہے

اس واہمے کو مٹانے کی خاطر

خدا ایک ایسی تقدیر بھی دکھاتا رہتا ہے جو وقتاً فوقتاً جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ عام تقدیر سے ہٹ کر ہوتی ہے اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ عمومی تقدیر کے برخلاف اس پر غالب آنے والی اپنی دوسری تقدیر کو جاری فرمائے۔ فرماتے ہیں :۔

"اس خدا پر ایمان لانے سے کیا مزا جو قریب بتوں کے ہو یعنی بتوں کی طرح کا ہو نہ سنتا ہو نہ جواب دے۔ ہاں اس خدا پر ایمان لانے سے مزا آتا ہے جو قدرتوں والا خدا ہے جو ایسے خدا پر ایمان نہیں لاتا اور خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور تصرفات پر ایمان نہیں رکھتا اس کا خدا بت ہے۔ اصل میں خدا تو ایک ہی ہے مگر تجلیات الگ ہیں جو اسباب کا پابند ہے اس سے ایسا ہی سلوک ہوتا ہے اور جو متوکل ہے اس سے وہی۔ اگر خدا تعالیٰ ایسا ہی مجرد ہوتا تو پھر نبیوں سے بڑھ کر کوئی ناکام نہ ہوتا کیونکہ وہ اسباب پرست نہ تھے مگر خدا پرست اور متوکل تھے"

یہاں جو مضمون ہے وہ

تقدیر اور قادر کے تعلق کا مضمون

بیان فرمایا گیا ہے جب ہم اسباب اختیار کرتے ہیں تو یہ وہی چیز ہے جو خدا تعالےٰ کی ایک جاری تقدیر ہے اس کے سوا تو اسباب کوئی چیز نہیں لیکن جب صرف اسباب ہی اختیار کرنے لگ جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی دوسری تقدیر پر ایمان نہیں رکھتے جو وقتاً فوقتاً اس سے تعلق کے بناء پر یعنی مذہب کے نتیجے میں جاری ہوتی ہے۔ جس کا تعلق قادر سے ہے تو پھر صرف اسباب ہی کے بندے ہو کر رہ جاتے ہیں فرمایا ان کے لئے بھی ایک خدا ظاہر ہوتا ہے ان سے تعلق نہیں توڑتا لیکن جو وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں ویسا ہی خدا ان کے لئے ظاہر ہوتا ہے وہ چونکہ اس کی

اسباب کی پیروی

کرنے لگ جاتے ہیں تو صرف اسباب کی تقدیر تک محدود خدا ان کے لئے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ یہ مغربی قوموں نے جتنی بھی اس دنیا میں ترقی کی ہے یہ اسباب کے ذریعہ ہی کی ہے اور اسباب

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِر
کراچی میں
معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے
اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں
الرؤف جیولرز
۱۴۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ' حیدری شمالی ناظم آباد۔ کراچی
(فون نمبر ۶۱۷۰۶۹)

سے خدا سے تعلق قائم کرتے ہے۔ خدا سے ہٹ کر یہ کبھی نہیں ترقی کر سکتے۔ لیکن ان کے لئے صرف اسباب کی تقدیر محدود ہو چکی ہے فرمایا اگر صرف یہی تقدیر ہوتی تو انبیاء تو جیتے جی مر جاتے کیونکہ اُن کے پاس تو اسباب ہوتے ہی نہیں مقابلے کے لئے۔ یا اتنے تھوڑے اتنے حقیر ہوتے ہیں دشمن کے اسباب کے مقابل پر کہ کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے۔ فرمایا وہ تو مر جاتے جیتے جی۔ لیکن نہیں ان کے لئے ایک اور تقدیر خدا کی جاری ہوتی ہے اور وہ اس کی

مذہب کی تقدیر

ہے جو اس سے زندہ تعلق رکھتا ہے اس کے لئے خدا قادر کے طور پر بھی جلوہ گر ہوتا ہے عام تقدیر کو مٹا کر ایک نئی تقدیر بنا تا ہے۔

پھر فرماتے ہیں ؎

نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت نمائی کا
خدا کی قدرتوں کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا

پھر فرماتے ہیں ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

یعنی جہاں

بولنے والا خدا

منظر یہ اُبھر آتا ہے یعنی مخلوق ایک ایسے خدا کی واقف ہو جاتی ہے جو بولنے لگ گیا ہے۔ سائنس دانوں کا خدا تو ہے گونگا خدا ہے جس کی تقدیر جاری تو ہے لیکن اس تقدیر میں وہ نہ رد و بدل کرنے کے اہل ہیں نہ ان کے لئے وہ تقدیر ٹلتی ہے کسی طرح۔ لازم ہے ان پر کہ سو فیصدی اس تقدیر کی پیروی کریں غلامی اختیار کریں اور پھر جو فائدہ اُٹھاتا ہے اُس سے اُٹھائیں۔ لیکن ایک زندہ فعال خدا سے وہ تقدیر ان کا تعلق قائم نہیں کرتی اسی لئے اکثر سائنس دان جس خدا تک پہنچے ہیں وہ

ایک تصوراتی خدا

ہے جس کا ہونا وہ تسلیم کر لیتے ہیں لیکن انسان کے ساتھ ایک زندہ تعلق والا خدا اُن پر کبھی ظاہر نہیں ہوتا۔ نہ وہ اس کا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہوگا قدرتِ کاملہ میں ہمیں نظر آتا ہے۔ لیکن ایسا وجود جو انسانی معاملات میں دلچسپی لے اُن سے دخل دے اُن سے پیار کرے اور ان کو سزا دے ایسا خدا ہمیں کہیں نظر نہیں آتا اس لئے کہ اس سے ان کا تعلق قائم ہی نہیں ہوتا وہ خدا کی دوسری قدرت کو سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ لیکن جب وہ قدرتِ کاملہ پر یقین رکھنے لگ جاتے ہیں انسان تب خدا اُن پر ظاہر ہوتا ہے اُن سے بولتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

پس ایسا خدا جب جلوہ گر ہو جائے تو اُس وقت انسان کے لئے

دعا کا مضمون

پیدا ہوتا ہے اور تبھی مذہب میں دعا پر غیر معمولی زور دیا جاتا ہے۔ تبھی قرآن کریم نے دعا پر غیر معمولی زور دیا۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دعا کے متعلق اتنا کچھ سکھایا کہ آپ گذشتہ صدیوں کا مواد اکٹھا کر کے دیکھ لیں جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے مضمون پر لکھا ہے اس کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا وہ سب کچھ اپنے مواد کی کثرت کے لحاظ سے بھی اور مضمون کی گہرائی کے لحاظ سے بھی۔ کیونکہ جب ایک قدرتوں والا خدا ہے جو بولتا بھی ہے جو اپنے پیاروں سے پیار کرتا ہے اور پھر ان کی تائید فرماتا ہے ان کے لئے غیرت دکھاتا ہے ایسے خدا سے ایک تعلق قائم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایسے قادر خدا سے تعلق کے لئے اس کثرت کے ساتھ دعا کرتے تھے کہ آپ کی نظم میں بھی آپ کی نثر میں بھی بکثرت حیرت انگیز اثر کرنے والی دعائیں ملتی ہیں۔ اور سب کے نمونے تو پیش کئے ہی نہیں جا سکتے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ملتا ہے اس سے بہت زیادہ ہے۔ جو نہیں ملتا کیونکہ وہ رات کی خاموش دعائیں ہی تھیں جو سب کی سب نہ بیان ہوئیں نہ لکھی گئیں۔ اور دن کی خاموش دعائیں بھی تھیں۔ ہر وقت دل اور دماغ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل رہتا تھا اور خدا کے حضور کچھ نہ کچھ مناجات کرتا رہتا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو دعائیں ہمیں ملتی ہیں ان میں بھی جہاں قادر کا ذکر ہے بہت ہی وسیع مضمون وہاں نظر آتا ہے۔ اور صاف دکھائی دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے غلبے کے لئے ایک ذرہ بھی اپنی ذات پر یا اُن ذرائع پر بھروسہ نہیں تھا جو ایک دنیا دار کی نگاہ دیکھ سکتی ہے۔ خالصتاً اللہ کی قدرت پر بھروسہ تھا۔ اسی لئے میں اس مضمون کو یہاں تک لایا ہوں تاکہ جماعت کو اس بات کی طرف متنبہ کروں۔

اسباب بھی چونکہ خدا کی ایک تقدیر کا حصہ ہیں

اس لئے ان سے رو گردانی بھی ایک قسم کا تکبر ہے جو خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اس لئے انبیاء کو مجبور کیا گیا کہ وہ اسباب بھی اختیار کریں اور جہاں تک ہو سکتا ہے کریں۔ لیکن ساتھ یہ بھی کھول دیا گیا اور خوب کھول دیا گیا کہ رعایتِ اسباب اس لئے ضروری نہیں ہے کہ اسباب تمہیں کسی مقام تک پہنچائیں گے۔ تمہیں جو بھی غلبہ نصیب ہوگا وہ تمہارے اسباب کے بغیر ان کے سہارے کے بغیر خالصتاً اللہ کی طرف سے نصیب ہوگا اور تعلقِ الٰہی کا وہ ایک جلوہ ہوگا اس لئے دعائیں کرو اور

اصل بناء دعا پر ہے

اصل بناء اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہے۔ تو ہم اسباب بھی اختیار کریں گے اس لئے کہ وہ تدبیر خدا کی جلوہ نمائی ہے اور ہم خدا کی کسی صفت کے کسی حصے سے بھی مستغنی نہیں ہو سکتے۔ لیکن اصل بناء ہماری قادر خدا سے تعلق جوڑنے پر ہے کیونکہ جب تک ہم قادر خدا سے تعلق نہیں جوڑیں گے۔ تدبیر خدا سے تعلق رکھنے والے تو اتنے زیادہ ہیں اور اسباب کے بندے اس کثرت سے ہیں۔ اور اس کثرت کے ساتھ ان کو اسباب بھی ملے ہوئے ہیں کہ اسباب کے مقابل پر اسباب کے ذریعہ ہم غالب نہیں آ سکتے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعائیں کیں بھی اور دعائیں سکھائیں بھی آپ فرماتے ہیں ؎

اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربُّ الوریٰ

حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
اِک نشاں دِکھلا کہ ہو حجت تمام

پھر ان دعاؤں کو خدائے تدبیر نے اور خدائے قادر نے قبول بھی فرمایا اور اس قبولیت کا ذکر بھی آپ فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

تیری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
میری جاں تیرے فضلوں کی پناہ گیر
حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر
بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر
خدا نے ان کی عظمت سب اُڑا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ

تدبیر بھی دو معنے رکھتی ہے

ایک وہ تدبیر ہے جو خدا تعالیٰ کی تقدیر کو اختیار کرنے کے نتیجے میں کی جاتی ہے۔ وہ تدبیر کامیاب ہوتی ہے عموماً۔ سوائے اس کے کہ خدا کی کسی غالب تقدیر سے ٹکرا جائے۔ اور ایک تدبیر ہے جو خدا تعالیٰ کی تقدیر کو بدلنے کے لئے کی جاتی ہے۔ وہ لازماً ہر صورت میں ناکام ہوتی ہے پس یہاں جس تدبیر کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ اس تدبیر کی ناکامی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

پھر جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیحت فرماتے ہیں :-

"اگر مصائب کے وقت میں تم مومن ہو اور خدا تعالیٰ سے صلح کرنے والے اور اس کی محبت میں آگے قدم بڑھانے والے ہو تو وہ رحمت ہے تمہارے واسطے۔ کیونکہ خدا قادر ہے کہ آگ کو گلزار کر دے۔ اگر تم فاسق ہو تو ڈرو کہ وہ آگ ہے جو بھسم کرنے والی ہے اور غضب ہے جو نیست و نابود کرنے والا ہے۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدائے قادر کے ایک ایسے جلوہ سے فائدہ اُٹھانے کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں جس طرف عموماً لوگوں کا خیال نہیں جاتا۔ ہم عموماً خدائے قادر کو آفاقی نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں یعنی گرد و پیش میں اس کے جلوے ظاہر ہو رہے ہوں اور ہم لطف اندوز ہو رہے ہوں کہ دیکھو ہمارے لئے خدائے قادر اس طرح جلوہ گر ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عارف باللہ ہونا

آپ کی ہر تحریر سے ثابت ہے ایسے ایسے گوشوں کی طرف ذہن کو منتقل فرما دیتے ہیں جن کی طرف عام انسان کا ذہن جا ہی نہیں سکتا آپ فرماتے ہیں :-

"خدا کے قادر ہونے کو باہر ہی تلاش نہ کرو۔ اپنی ذات کے اندر بھی تلاش کرو یہی نہ ہو کہ خدائے قادر کے جلوے باہر جلوہ گر ہوتے دیکھو۔ اپنی ذات میں بھی خدائے قادر کے جلوؤں کی طلب کرو اور تمنا رکھو اور التجا کرو کہ وہ تمہارے لئے جلوہ گر ہوں (اور وہ کن معنوں میں فرمایا کہ) تم اپنی ذات میں روحانی انقلاب پیدا کرنے کے اہل بھی نہیں ہو تو تم اس بات کے اہل ہو کہ بیرونی طور پر کوئی روحانی انقلاب تدبیر کے ذریعہ برپا کر سکو یہ تو بات تمہیں سمجھ آ گئی کہ تم بہت کمزور ہو اور دشمن غالب ہے لیکن یہ بات تم نہیں سمجھتے کہ تم اتنے کمزور ہو کہ اپنی ذات کے اندر بھی کوئی روحانی انقلاب برپا نہیں کر سکتے اس کے لئے بھی خدائے قادر کا ہاتھ ڈھونڈو گے تب تمہارے اندر وہ انقلاب برپا ہوگا۔ ورنہ انقلاب نہیں ہو سکتا۔"

فرماتے ہیں :-

"آپ غور کرو کہ جس قادر خدا نے انسان کو ایسے ایسے انقلابات میں سے گزارا کہ انسان بنا دیا اور اب ایسا انسان ہے کہ گویا عقل حیران ہے کہ کیا سے کیا بن گیا ناک، منہ اور دوسرے اعضاء پر غور کرو کہ خدا تعالیٰ نے اُسے کیا بنایا ہے پھر اندرونی حواس خمسہ دیئے اور دوسرے قویٰ اور طاقتیں اس کو عطا کیں پس خدائے قادر نے اس زمانہ سے جب یہ نطفہ تھا عجیب تصرفات سے انسان بنا دیا کیا یہ مشکل ہے کہ اس کو پاک حالت میں لے جاوے اور جذبات سے الگ کر دے جو شخص ان باتوں پر غور کرے گا وہ بے اختیار ہو کر کہہ اُٹھے گا کہ اِنّ اللّٰہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔"

یعنی خدا تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں بنایا ہے بہت عظیم الشان خلقت ہے لیکن خدا کی مدد کے بغیر اس حالت کو پاک حالت میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا اس لئے خدائے قادر سے تعلق جوڑو اور خدائے قادر سے توقع رکھو کہ وہ تمہیں پاک حالت میں لے جائے۔

جہاں تک مقتدر کا تعلق ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباس کے بعد اب میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اور اس کا بقیہ حصہ انشاء اللہ آئندہ جمعے کے لئے چھوڑتا ہوں۔ فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ مقتدر ہے وہ جب چاہتا ہے مصیبت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کشائش کرتا ہے۔ اور جو بھی اُس پر بھروسہ کرتا ہے وہ بچایا جاتا ہے ڈرنے والا اور نہ ڈرنے والا کبھی برابر نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ ان دونوں میں ایک فرق رکھ دیتا ہے۔"

یعنی مقتدر دونوں باتوں پر ہے پکڑ پر بھی مقتدر ہے اور خوف سے بچانے پر بھی مقتدر ہے۔ خوف میں مبتلا کر کے ہلاک کر دینے پر بھی مقتدر ہے اور ہر خوف سے نکال لے جانے پر بھی مقتدر ہے اس لئے

اللہ تعالیٰ کا خوف دِل میں پیدا کرو

جو ڈرنے والا ہے اللہ تعالیٰ سے اس سے وہ سلوک نہیں کیا جاتا جو خدا تعالیٰ پر بے باکی کرنے والے سے کیا کرتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں :-

"مقتدر ذات وہ ہے جو پہلے سے خبر بھی دیتی ہے اور پھر ایسے حالات میں وہ خبر دیتی ہے کہ بظاہر وہ بات ہونی ناممکن ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی کا ایک ثبوت ہے۔ (فرماتے ہیں)" ایک دہریہ سے یہ سوال ہے کہ قبل از وقت طاقت اور اقتدار سے بھری ہوئی پیشگوئیاں جو ہم کرتے ہیں کہاں سے ہوتی ہیں؟ اگر کہو یہ علم ہے تو اس علم کے ذریعے وہ بھی تو کر سکتا ہے کر کے دکھائے ورنہ ماننا پڑے گا کہ ایک زبردست طاقت ہے جو الہام کر رہی ہے۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"اے بد فطرتو! اپنی فطرتیں دکھلاؤ لعنتیں بھیجو، ٹھٹھے کرو اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ گو رکھو لیکن عنقریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے تم ہم پر لعنت کرو تا فرشتے تم پر لعنت کریں میں نے بہت چاہا کہ تمہارے اندر سچائی ڈالوں اور تاریکی سے تمہیں نکالوں اور نور کے فرزند بناؤں لیکن تمہاری بدبختی تم پر غالب آ گئی سو اب جو چاہو لکھو تم مجھے دیکھ نہیں سکتے جب تک وہ دن نہ آوے کہ جو قادر کریم نے میرے دکھانے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ ضرور تھا کہ تمہیں

ابتلاء میں ڈالے اور تمہاری آزمائش کرے تا تمہارے جھوٹے دعوے فہم اور فراست اور تقویٰ اور علم قرآن کے تم پر کھل جائیں۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام ہوا بار بار جس میں خدا تعالیٰ کی

اقتداری جلوہ گری کا ذکر اور وعدہ

ملتا ہے کثرت سے ایسے الہام ہیں لیکن اُن میں سے ایک الہام میں آج اس کا ترجمہ پڑھ کے آپ کو سُناتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِنّی مع الافواجِ اٰتیک بغتۃً والے الہام کا ترجمہ فرماتے ہیں :-

"مَیں اپنی فوجوں کے ساتھ تیرے پاس ناگہانی طور پر آؤں گا یعنی جس گھڑی تیری مدد کی جائے گی اس گھڑی کا تجھے علم نہیں"

پس

وہ احمدی جو اندازے لگاتے رہتے ہیں

ہر وقت کہ فلاں دن، فلاں رات، فلاں گھڑی اچانک یہ کام ہو جائے گا جب پہلے پتہ چل گیا کہ فلاں وقت فلاں گھڑی اچانک یہ کام ہونا ہے تو اچانک کیسے ہوا وہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن سے وعدہ دیا گیا ہے اقتدار کا۔ آپ کو خدا مخاطب کر کے فرماتا ہے "یعنی جس گھڑی تیری مدد کی جائے گی" یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ہے "اس گھڑی کا تجھے علم نہیں" اور ان کو علم ہے آج سے اندازہ لگانے والوں کو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو پنجابی میں کہتے ہیں "گھر ہُوں میں آواں تے سنڑیسے توں دیویں" یعنی گھر سے تو مَیں آ رہا ہوں اور گھر کے پیغام تم مجھے پہنچا رہے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس طرح آپ سندیسے دے سکتے ہیں صاحبِ خانہ کے مہمان تو آپ ہیں خدا ہے ہر کائنات کے خانے کا خدا، اس کا مالک۔ اس گھر سے آنے والے تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ خدا مجھے فرماتا ہے کہ تجھے اس گھڑی کا علم نہیں وہ کب اور کس طرح ظاہر ہو گی؟ اور بعض باہر سے آنے والے کہتے ہیں کہ ہاں ہمیں پتہ لگ گیا ہے کہ فلاں وقت اس طرح ظاہر ہو جائے گی۔

آج کا دن

بھی وہ دن ہے جس کے معنی خود انہوں نے بنائے ہیں خود پیمانہ رکھے ہیں آج جمعہ ہے اور دس تاریخ ہے مجھے خدا نے بتایا تھا جس خدا کے قبضے میں میری جان ہے اس خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ کھلا کھلا واضح طور پر ایک چمکتے ہوئے نشان کے طور پر اس نے مجھے بتایا تھا لیکن جیسا کہ میرے گذشتہ خطبات سے ظاہر ہے خبر پر قطعًا یہ واضح نہیں ہے کہ کس رنگ میں وہ نشان پورے ہو نگے کچھ ہوئے جب تو اندازہ ہوا کہ یہ بھی ایک طریق تھا اور یہ پتہ ہے کہ وہ بار بار کی جلوہ گری ہے کئی رنگ میں پورے ہو نگے لیکن جوں جوں جمعہ قریب آیا لوگوں نے مجھے لکھنا شروع کر دیا کہ اب یہ نشان اسطرح پورا ہونے والا ہے۔ تمہیں کس طرح پتہ لگ گیا؟ مجھے تو نہیں پتہ۔ لیکن یہ یقین ہے ایک ذرہ بھی تزلزل نہیں اس یقین میں کامل ہے کہ

خدا کی طرف سے یہ خبر تھی

اور وہ خدا ہی ہے جو اسے پورا کر کے دکھائے گا۔ اور جب بھی پورا کر کے دکھائے گا۔ جماعت کے دل اطمینان اور شکر اور حمد کے ساتھ بھر دے گا اور کوئی شک کرنے والا اس مقام پر نہیں رہے گا کہ وہ شک کر سکے اور ٹھٹھا کر سکے پس یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ :-

"جس خدا نے خبر دی "اُس گھڑی کا تجھے علم نہیں اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہ کاش مَیں اس خدا کے بھیجے ہوئے سے مخالفت نہ کرتا اور اس کے ساتھ رہتا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ جماعت متفرق ہو جائے گی اور بات بگڑ جائے گی حالانکہ ان کو غیب کا علم نہیں دیا گیا اور ہماری طرف سے ایک بُرہان ہے اور خدا قادر تھا کہ ضرورت کے وقت میں اپنی بُرہان ظاہر کرتا۔"

پھر خدائے قادر سے دُعا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں :-

"اے میرے حضرتِ اعلیٰ ذو الجلال قادر و قدوس حیّ و قیوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد مبارک ہے تیرے قدرت کے کام کبھی رُک نہیں سکے تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ اُٹھ مَیں نے تجھے اس زمانے میں اسلام کی حجّت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دُنیا میں پھیلانے کے لئے" اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا۔ اے میرے قادر خدا! تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذّاب اور دجال رکھا گیا، مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزاریوں سے مجھے ستایا گیا سو اے میرے مولیٰ قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے کریم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ مَیں تیرا مقبول ہوں اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلائیں اور ہر ایک طالبِ حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اسطرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے اور دُنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے نام کی روشنی اس بجلی کی طرح دکھلائی دے کہ جو ایک لمحے میں مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی اور شمال اور جنوب میں اپنی چمکیں دکھلاتی ہے۔ اے میرے قادر خدا! اے میرے توانا اور سب قوتوں کے مالک خداوند! تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں اور کسی جن اور بھوت کو تیری سلطنت میں شرکت نہیں۔ کسی شیطان کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ تیرے نشانوں اور تیرے ہیبت ناک ہاتھ کے آگے ٹھہر سکے یا تیری قدرت کی مانند کوئی قدرت دکھلا سکے۔ کیونکہ تو وہ ہے جس کی شان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اس

کثرت کے ساتھ قدرت نمائی کے وعدے

فرمائے ہیں کہ ایک مومن کے لئے ایک لمحہ بھی کسی قسم کے شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے اس مضمون کو سمجھنے کے بعد خصوصیت کے ساتھ

مَیں احمدیوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں رنگین ہو کر سب سے پہلے اپنے قادر خدا سے تعلق جوڑیں۔ اس کی قدرتوں کے اوپر کامل ایمان رکھیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی توکل کے اعلیٰ مقام کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ رعایت اسباب ضرور کریں کیونکہ یہ لازم ہے مگر رعایتِ اسباب پر بھروسہ نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں جتنے وعدے ہیں وہ لازمًا پورے ہو نگے ایک ذرہ ادنیٰ سا بھی شک اس بات میں نہیں ہے لیکن ان کو پورا کرنے کے .... توقعات ہیں ہماری جماعت سے،

ان ابتلاآت کا ایک مقصد ہے

اور وہ مقصد جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے واضح ہے وہ ہمیں پاک اور صاف کرتا اور بہتر انسان بناتا ہے نکھارتا دیتا ہے لوگوں سے الگ اور ممتاز کر دیتا ہے۔ جوں جوں یہ امتیازی نشان ہمارے وجود میں ظاہر ہوتے رہیں گے۔ جوں جوں ہمارے اندر پاک تبدیلیاں ہوتی چلی جائیں گی خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا ہاتھ ہمارے لئے زیادہ مفید ہوگا۔ دُنیا دیکھے گی کہ ان کے لئے ان بندوں کے لئے خدا نے قدرت کا ہاتھ دکھایا ہے۔ اگر غیر کے ساتھ تمیز کوئی نہ ہو تو کون کہہ سکتا ہے کہ کس کے لئے خدا نے کیا قدرت دکھائی۔ اور جب تمیز کوئی نہیں تو خدا تو علیم خدا ہے اور قدرت کے اندر حکمت کا مضمون پایا جاتا ہے کوئی وجہ نہیں کہ خدا تمیز کر کے دکھائے۔ پھر جیسی عام تقدیر میں دوسرے لوگ اس کے تابع چل رہے ہیں اسی طرح آپ بھی عام تدبیر کے تابع چلتے چلے جائیں گے۔ اس لئے میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پیشگوئی

پڑھنے کے بعد اس مضمون کو آج ختم کرتا ہوں مگر یاد رکھیں کہ اس پیشگوئی کا اطلاق ہم پر ہوگا اور ضرور ہوگا اس میں شک نہیں لیکن کچھ تقاضے ہیں جو آپ کو پورے کرنے ہونگے۔ میں آئندہ انشاء اللہ بعض خطبات میں توجہ دلاؤں گا کہ کون کون سی ایسی باتیں ہیں جن کی طرف ہمیں مزید توجہ کی ضرورت ہے جس کے نتیجے میں اگر ہم توجہ دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن قریب تر آجائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے تھے جو مجھے پیروں کے نیچے کچلنا چاہتے تھے ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششوں میں کامیاب ہو جاتے اور مجھے تباہ کر دیتے لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے اور میں جانتا ہوں کہ ان کا اس قدر شور اور میرے تباہ کرنے کے لئے اس قدر کوشش اور یہ تیرہ و تار طوفان جو میری مخالفت میں پیدا ہوا یہ اس لئے نہیں تھا کہ خدا نے میرے تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ تا خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں اور تا خدائے قادر جو کسی سے مغلوب نہیں ہو سکتا ان لوگوں کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکھلا دے اور اپنی قدرت کا نشان ظاہر کرے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب میں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پیروں کے نیچے کچلا گیا اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا پھر بھی میں ان صدمات سے بچ جاؤں گا۔ سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا۔ بلکہ بڑھا اور پھولا آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے" (یہ تقریباً سو سال پہلے کی بات ہے) "یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں وہ کسی سے مغلوب نہیں ہو سکتیں"

بعض احمدی بہت تھوڑے ہیں لیکن بعض احمدی یہ بھی لکھتے ہیں کہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چلے گئے ہیں اس زمانے کا تقویٰ بھی ختم ہو گیا کمزوریاں جماعت میں آگئیں اس لئے یہ ابتلاء نہیں یہ سزا ہے یہ

بالکل جھوٹا اور شیطانی خیال

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب تک خدا تعالیٰ کامل غلبہ عطا نہیں کرتا اور آپ کے ذریعے اسلام کو غیروں پر غلبہ عطا نہیں کرتا خدا کی قدرت نمائی کا ہاتھ نہیں رکے گا اور نہیں تھکے گا اور نہیں ماندہ ہوگا یہ ہو نہیں سکتا کہ اس آخری عالمی غلبے کے بغیر خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ آپ سے پیچھے کھینچ لیا جائے۔ اور اسی لئے اس باطل خیال کو مٹانے کے لئے ہمیشہ کے لئے اس کو اکھاڑ کر پھینک دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک وعدہ کیا گیا جو آپ نے بڑے واضح اور کھلے لفظوں میں جماعت کے سامنے رکھا۔ فرماتے ہیں:۔

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کا انتظار کرتے اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی"

اس دوسری قدرت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ دیا گیا ہے کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جاری رہے گی پس وہ لوگ جو ان وہموں میں مبتلا ہیں یا ان شیطانی وساوس کا شکار ہو جاتے ہیں کہ گویا خدا کی قدرت کا ہاتھ ہم سے کھینچ لیا گیا ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں وہ قدرت ثانیہ جاری ہے اور

جب تک اس قدرت کے ساتھ جماعت وابستہ رہیگی

خدا کی قدرت جماعت کے ساتھ وابستہ رہے گی کوئی نہیں جو اس تعلق کو کاٹ سکے پس آپ کامل وفا کے ساتھ خدا کی قدرت ثانیہ کے ساتھ تعلق جوڑے رکھیں میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں اور خدا کی قسم کھا کے آپ سے کہتا ہوں کہ خدا کی قدرت کبھی بھی آپ سے اپنا پیوند نہیں توڑے گی، ہرگز نہیں توڑے گی اور ہرگز نہیں توڑے گی یہاں تک کہ اسلام کو کامل غلبہ نصیب نہ ہو جائے۔

تقریب شادی و رخصتانہ

مورخہ ۲۲/۳/۸۶ کو عزیزم مولوی محمود احمد صاحب خادم ابن محترم مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ قبل ازیں عزیز موصوف کا نکاح عزیزہ طاہرہ مہدی صاحبہ بنت فضل مسیح صاحب کے ساتھ ہو چکا تھا۔ حسب پروگرام بعد نماز عصر مسجد مبارک میں دُولہا کی گلپوشی اور تلاوت و نظم خوانی کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی۔ بعدہ بارات مکرم نور محمد صاحب کشمیری کے مکان پر گئی جہاں دُولہا کی گلپوشی اور تلاوت و نظم خوانی کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی اور دولہن کی رخصتی عمل میں آئی۔

مورخہ ۲۸/۳/۸۶ کو محترم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے اپنے بیٹے عزیزم محمود احمد صاحب کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں تقریباً ۵۰۰ مرد و زن مدعو تھے۔

قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت و مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دُعائے مغفرت

لکھنؤ سے مورخہ ۲۳/۳/۸۶ کو بذریعہ ٹیلیگرام یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ میری خوشدامن محترمہ سیدہ زیب افزا صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب اور مکرم سیٹھ داؤد احمد صاحب صدر تبلیغی منصوبہ بندی کمیشن یوپی کی والدہ تھیں۔ دیندار پابند صوم و صلوٰۃ تہجد گزار۔ مرکزی نمائندگان کا احترام کرنے والی مہمان نواز خاتون تھیں۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے بھی مرحومہ کی بعض خوبیوں کا ذکر فرما کر مورخہ ۲۸/۳/۸۶ کو بعد نماز جمعہ نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

احباب جماعت کی خدمت میں مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ چوہدری سعید احمد ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

تقریر برجلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۵ء

آخری قسط

مقامِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

ختمِ نبوّت اور عشقِ رسُول ؐ

از مکرم مولوی محمّد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

(۳) اسی بات کی وضاحت آپؑ نے اپنے آخری مکتوب مندرجہ اخبار عام لاہور مورخہ ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء میں اِس طرح فرمائی ہے کہ:-

"یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوٰی کرتا ہُوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنٰی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسُوخ کی طرح قرار دیتا ہُوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعوٰی نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اِس قسم کی نبوّت کا مجھے کوئی دعوٰی نہیں۔ یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہُوں وہ صرف اِس قدر ہے کہ میں خُدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرّف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے اور اِنہی اُمور کی کثرت کی وجہ سے اُس نے میرا نام نبی رکھا۔ سو میں خُدا کے حُکم کے موافق نبی ہُوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خُدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہُوں اُس وقت تک جو اِس دُنیا سے گزر جاؤں۔"

اِن تحریرات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوٰی نہ تشریعی نبوت کا ہے اور نہ ہی مستقل نبی ہونے کا، بلکہ آپؑ کا دعوٰی صرف یہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پاکر اور آپؐ کا ظلّ ہو کر آنحضور ؐ کی غلامی اور شاگردی میں اُمتی نبوت کا درجہ آپؑ کو عطا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:-

"اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہُوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجُز محمدی نبوت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اِس بناء پر میں اُمّتی بھی ہُوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوّت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا ایک ظِلّ ہے۔ اور بجُز اس کے میری نبوّت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوّتِ محمّدیہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوئی ہے۔ اور چونکہ میں محض ظِلّ ہُوں اور اُمّتی ہُوں اِس لئے آنجناب ؐ کی اِس سے کچھ کسرِ شان نہیں"۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۲-۱۳)

اِسی طرح آپؑ فرماتے ہیں ؎

دِگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمّدؐ

میں کسی اور اُستاد کا نام نہیں جانتا کیونکہ میں تو محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ میں پڑھا ہُوں۔

اپنے ایک طویل عربی قصیدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ نبوت بیان کرتے ہوئے نہایت ہی والہانہ انداز میں عاجزی کے ساتھ آنحضور صلعم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ؎

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَ تَحَنُّنٍ
یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانٖ

آپؐ مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کیجیئے۔ اے میرے آقا! میں آپؐ کا ایک ناچیز غُلام ہوں۔

اِن تمام تشریحات و توضیحات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ختمِ نبوت کا جو اعتقاد غیر احمدی علماء رکھتے ہیں اگر اس کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر حقیقت میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو خاتم النبیین ٹھہرتے ہیں اور نہ ہی آخری نبی۔ بلکہ اُن کے اعتقاد کی روشنی میں آنحضرت صلعم کی اور آپؐ کی اُمّت کی جسے قرآن کریم میں خیر اُمّۃ قرار دیا گیا ہے توہین لازم آتی ہے۔

لیکن اس کے برخلاف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی بیان کردہ تشریح و توضیح کی پیروی میں جماعتِ احمدیہ ختمِ نبوت کی جو حقیقت پیش کرتی ہے اس سے بلاشک وشبہ حضرت رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل شان کا اظہار ہوتا ہے۔ اور آپؐ کی عظیم الشان رُوحانی رفعت۔ قوّتِ قدسیہ اور اُمّتِ محمّدیہ کے خیر اُمّت ہونے کا یقین اور واقعاتی ثبوت بھی ملتا ہے۔ جس سے آنحضرت صلعم کا خاتم النّبییّن ہونا مقامِ مدح میں ثابت ہو جاتا ہے۔

حضرت محمّدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی وہ عظیم الشّان، لاثانی اور بے نظیر ارفع و اعلیٰ مقام ہے کہ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلبِ مُطہر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا عشق پیدا کیا کہ اس کے نتیجے میں آپؑ نے جس غیرت۔ فدائیت اور قربانی کا مظاہرہ فرمایا ہے اس کی نظیر بھی اُمّتِ محمّدیہ کے گزشتہ تیرہ سو سال میں نہیں پائی جاتی۔ آپؑ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

بعد از خُدا بعشقِ محمّدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخُدا سخت کافرم

یعنی خُدا تعالیٰ کے بعد اگر مجھے کسی سے محبّت ہے اگر میں کسی کے عشق میں مخمور ہوں تو وہ صرف اور صرف محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا وجُود ہے۔ اگر آنحضور ؐ سے میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کُفر ہے تو خُدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں۔ بے شک مجھے کافر کہہ لو، لیکن عشقِ محمّدؐ کا وہ شعلۂ جوّالہ جو میرے دِل میں بھڑک رہا ہے وہ ہرگز نہ بجھ سکے گا۔

خان بہادر مرزا سُلطان احمد صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے جو ڈپٹی کمشنر کے عُہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ اور دُنیا کا بڑا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی بھر حضور ؑ کی بیعت میں داخل نہیں ہُوئے۔ بلکہ حضور ؑ کے خاندانی مخالفوں سے اپنا تعلق قائم رکھا۔ البتہ خلافتِ ثانیہ کے بابرکت دَور میں اُنہیں بیعت کر کے داخلِ سلسلہ ہونے کی توفیق ملی۔ اُنہوں نے اپنے غیر احمدی ہونے کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مخالف ہونے کے باوجود یہ اعتراف کیا کہ:-

"ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) میں خاص طور پر دیکھی۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ؐ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا۔ اور غصّے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں۔ اور فوراً ایسی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا"۔

(سیرۃ المہدی حصّہ اوّل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جذبۂ عشقِ محمّدی ہی تھا کہ جس نے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے حملوں کا دِفاع کرتے ہوئے متعدد مرتبہ اپنی انتہائی غیرت اور فدائیت کا اظہار کیا۔ چنانچہ عیسائی پادریوں کی طرف سے آنحضرت صلعم کی ذاتِ اقدس پر کئے جانے والے دِل آزار۔ ناپاک اور جھُوٹے اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:-

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بُہتان گھڑے ہیں اور اپنے اِس دجل کے ذریعہ ایک خلقِ کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دِل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دُکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ اُن لوگوں کے اِس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا

ہے جو وہ ہمارے رسول پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشرؐ کی ذات والاصفات کے خلاف کرتے ہیں، میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما۔ اور ہمیں اس ابتلاءِ عظیم سے نجات بخش۔"

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام ص۱۵)

بھائیو! ایسے کٹھن اور نازک دور میں جبکہ اسلام اور بانیٔ اسلامؐ پر حملوں کا طوفان اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا، اگر سب سے زیادہ کسی کا دل مجروح ہوا، جگر پارہ پارہ ہوا اور روح تڑپ تڑپ اٹھی تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کا وجود تھا جو عشق محمدؐ سے سرشار پروانہ وار اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ اور ببانگ دہل یہ اعلان کیا کہ:-

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجنابؐ پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔"

(پیغام صلح ص۳۰)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضور صلعم کی آل و اولاد اور آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ محرم کے مہینے میں آپ نے اپنے بعض بچوں کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا "آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں"۔ پھر آپ نے بڑے درد ناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:-

"یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا"۔

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشے کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔ اور یہ سب کچھ رسول پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔

(روایات حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بحوالہ "سیرت طیبہ" ص۴۲)

غور طلب بات ہے کہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام خاندانی رئیس تھے۔ آپ کی جدی جائیداد بھی کافی تھی۔ اپنے بڑے بھائی کی وفات کے بعد پوری جائیداد کے تنہا وارث تھے۔ قادیان اور اس کے مضافات آپ کی جاگیر تھے۔ اگر آپ چاہتے تو عام رئیسوں کی طرح بڑے بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکتے تھے۔ لیکن محبت الٰہی اور عشق رسولؐ میں آپ ایسے بےخود ہوئے کہ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" کے مطابق دنیوی عیش و آرام پر آنحضرت صلعم کے در کی گدائی اور غلامی کو ترجیح دی۔ اور اس راہ میں آپ نے اپنا سب کچھ خدمت اسلام کے لئے داؤ پر لگا دیا۔ ہر قسم کی ایذائیں سہیں۔ دکھ جھیلے۔ اپنوں اور بیگانوں کی گالیاں کھائیں۔ یہ سب آپ نے کس کے لئے کیا؟ عزت اور عظمت ناموس مصطفےٰ اور عشق محمدؐ کے لئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

خدا را ذرا سوچئے! عشق محمدؐ میں فنا ایسا شخص کیا ختم نبوت کا منکر یا آنحضور صلعم کا مدِ مقابل اور حریف ہونے کا تصور بھی کر سکتا ہے؟ نہیں! اور ہرگز نہیں!! آپ نے اسی راہ عشق میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے آنحضرت صلعم ہی کی طرح صبر و رضا کا طریق اپنا کر فرمایا ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اور اپنی جماعت کو بھی یہی نصیحت فرمائی کہ ؎

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

کہا جاتا ہے کہ مجنوں کو لیلیٰ کی گلی کا کتا بھی بڑا عزیز تھا۔ کیونکہ جذبہ عشق میں محبوب کے ساتھ دور کا تعلق رکھنے والی چیز بھی عزیز اور پیاری لگتی ہے۔ اسی طرح امت محمدیہ کے بگڑے ہوئے وہ مسلمان جو آپ پر کفر کے فتوے لگا رہے تھے، جو آپ کی مخالفت میں اندھے ہو کر غیر اقوام سے ساز باز کر کے آپ کو جھوٹے مقدمات میں الجھا رہے تھے، جو درحقیقت آپ کے خون کے پیاسے تھے ان سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رحم، ہمدردی اور محبت کا سلوک محض عشق محمدؐ ہی کی وجہ سے فرمایا۔ اسی لئے آپ اپنے بدخواہ مسلمانوں کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئ حبِّ پیمبرم

اے دل! تو ان لوگوں کا جو اس وقت میری مخالفت کر رہے ہیں لحاظ رکھ کہ آخر میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اور آج جبکہ جماعت احمدیہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، احمدیوں کو بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم کیا جا رہا ہے، خلافت حقہ احمدیہ کو مٹانے کی ناکام سازشیں کی جا رہی ہیں اور غلبہ اسلام کی مہم کو غیر اقوام کی سازش سے روکنے کی جد و جہد ہو رہی ہے اور نظام مصطفےٰ کے نام پر اسلامی نظریات و اصول اور حقائق سے کھلواڑ کیا جا رہا ہے، ہم ایسے ظالموں کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ جس قدر چاہو زور لگالو۔ مخالفت احمدیت کا ہر حربہ آزمالو۔ الٰہی جماعت کو مٹانے کی ہر حسرت پوری کر لو۔ مگر یاد رکھو تمہارے مقدر میں سوائے حسرت و ناکامی کے اور کچھ نہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے"۔

(اربعین نمبر۳ ص۱۶-۱۷)

مخالفین و معاندین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے میں اپنی تقریر کو سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ان پُرشوکت الفاظ پر ختم کرتا ہوں کہ:-

"... تم کیا! اگر تم دنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو بلا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم جھوٹے۔ اگر ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس چیز سے ٹکراتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو چکنا چور ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ان پر حملہ کیا تو بھی وہ چکنا چور ہو جائیں گے۔ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یہ اس کی مشیت اور ارادہ ہے کہ اسے کامیاب کرے۔ اس کے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔ بے شک ہم کمزور ہیں ضعیف ہیں اس کا ہمیں اقرار ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ پر ہمیں یقین ہے اور اس کے متعلق ہم کوئی ضعف نہیں رکھ سکتے۔ ہم نہیں کہتے کہ ان کو کچل دیں گے مگر یہ ضرور یقیناً اور صحیح طور پر کہتے ہیں کہ خدا ان کو کچل دیگا خواہ وہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے "آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے"۔ پس ہم پر غالب آنے کا خیال ان کا محض وہم و گمان ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک کو قتل کر دیں پھر قتل کر کے جلا دیں اور پھر راکھ کو اڑا دیں تو بھی دنیا میں احمدیت قائم رہے گی۔ ہر قوم ہر ملک اور ہر بر اعظم میں پھیلے گی۔ اور ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت نظر آئے گی۔ یہ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اس کے خلاف جو زبان دراز ہوگی وہ زبان کاٹی جائے گی۔ جو ہاتھ اٹھے گا وہ ہاتھ گرایا جائے گا۔ جو آواز بلند ہوگی وہ آواز بند کی جائے گی۔ جو قدم اٹھے گا وہ قدم کاٹا جائے گا۔"

(الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۳۴ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص۲۶۵)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بھائیوں کو حقیقت احمدیت سمجھنے کی جلد توفیق عطا فرمائے تاکہ غلبہ اسلام کی مہم بہت تیز تر ہو جائے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین۔

مالی قربانیوں کے معیار کو بڑھانے کا ارشاد

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء میں فرمایا ہے:-

"جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ بار بار فرمایا کرتے تھے۔ کہ پہلی صدی تو غلبۂ اسلام کی تیاری کی صدی ہے۔ اور اگلی صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ تو جتنا جتنا ہم اس صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ اور اس کے قریب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تیاری میں جو کمیاں رہ گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ جلدی پوری کر دے گا ...... جماعت کی طرف لوگوں کی توجہ ہو رہی ہے۔ اور جس طرح باہر سے مطالبے آ رہے ہیں۔ اور ترقی کے نئے نئے راستے کھل رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ جماعت کو میں اس لئے بتاتا ہوں کہ وہ ایک نئے ولولے اور نئے جوش کے ساتھ نئے سال میں داخل ہوں۔ اور اپنی قربانیوں کے معیار کو اور بھی بڑھائیں .... ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف یہ کہ خدمت کی توفیق زیادہ ہے۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس توفیق کے بالمقابل جماعت جس تیزی سے پھیل رہی ہے۔ وہ کمی تو ایک ایسا میدان ہے۔ جو قربانیوں میں اضافے کے مزید تقاضے کرتا رہے گا۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ بالا ارشاد مزید کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ خدمت سلسلہ کے لئے اپنی مالی قربانی کے معیار کو بڑھانے کا طریق تو یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد جس کا کوئی نہ کوئی ذریعہ آمد ہے موصی ہو غیر موصی ہو۔ اپنے ذمہ لازمی چندہ جات۔ اپنی صحیح آمد کے مطابق باقاعدہ اور باشرح ادا کرے۔ اور اپنے بجٹ پر نظر ثانی کر کے جو کمی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے اضافہ بجٹ کرے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ ہر مخلص احمدی جو اپنے دل میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کا خواہش مند ہے۔ اور اس کے دل میں حقیقی تڑپ پائی جاتی ہے۔ وہ نظام وصیت میں شامل ہو کر اپنی مالی قربانی میں اضافہ کرے۔ ایسے مخلص احباب کے رزق اور اموال میں بھی برکت ہو گی۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت دعاؤں کے بھی وارث بنیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عہدیداران سے درخواست ہے کہ اس ارشاد کو بار بار احباب جماعت کے علم میں لاتے رہیں۔ اور بے قاعدہ اور بے شرح احباب کو اپنے پیارے امام کی منشاء کے مطابق مالی قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

مکرم صدیق صاحب پانگھاٹ کیرالہ
" کے عبد العزیز صاحب کینانور "
" رضی احمد صاحب آرہ بہار
" محمد شمس عالم صاحب بھاگلپور "
" فہیم احمد صاحب مونگھیر "
" سید جاوید عالم صاحب خانپور ملکی "
" سید بشیر احمد صاحب پٹنہ "
" سید اشفاق احمد صاحب برہ پورہ "
" محمد علی صاحب ملا بانسرہ مغربی بنگال
" محمد ابو صالح صاحب سورو اڑیسہ
" شیخ حلیم الدین صاحب کیرنگ "
" شیخ سلیم احمد صاحب کیندرہ پاڑہ "
" عبد القدوس صاحب پینکال "
" عبد الرحمٰن صاحب انور ناصر آباد کشمیر

مکرم مسعود احمد صاحب ڈار آسنور کشمیر
" محمد مقبول صاحب رشی ناری پاری گام "
" عبد العزیز صاحب ڈار شورت "
" عبد الغفار شاہ صاحب اکاؤنٹینٹ کوریل "
" مظفر احمد صاحب وانی ترک پورہ "
" محمد مشتاق صاحب لکھنؤ یوپی
" محمد شاہد صاحب ایڈووکیٹ شاہجہانپور "
" محمد راشد صاحب امروہہ "
" محمد احمد بیگ صاحب ایس سی توتی کورین تامل ناڈو
" ایم بشیر احمد صاحب میلاپالیم "
" مفضل حسین صاحب ناسرسی مرحبیہ پردیش
" محمد عبد السعید صاحب عثمان آباد مہاراشٹر
" مقصود احمد صاحب شرق سکندرآباد۔ (آندھرا پردیش)
۸۸۔۸۶ء

قائد علاقائی اڑیسہ

مکرم ڈاکٹر شمس الحق صاحب کیندرا پاڑہ کو اکتوبر ۱۹۸۶ء تک قائد علاقائی اڑیسہ مقرر کیا گیا ہے۔ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ صوبہ اڑیسہ موصوف کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے ممنون فرمائیں۔ موصوف کا ایڈریس درج ذیل ہے۔

DR. SHAMSUL HAQUE. Sb.
DEPARTMENT OF PHYSICS KENDRAPARA
COLLEGE. P.O. KENDRAPARA. 764211
Distt. CUTTACK. (ORISSA)

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نوٹ:- جملہ قائدین مجلس خدام الاحمدیہ اپنی اپنی جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبر ہوں گے۔ ناظر اعلیٰ قادیان

قسط نمبر (۱)

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

درج ذیل قائدین کی برائے سال ۸۸-۱۹۸۶ء دو سال کے لئے منظوری دی جاتی ہے۔ احباب جماعت بالخصوص خدام بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی مجلس کے قائد صاحب سے بھرپور تعاون دیں۔ اللہ تعالیٰ تمام قائدین کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین

مکرم سی منیر احمد صاحب کوڈالی کیرالہ
" سی حسن صدیقی صاحب الانلور "
" ٹی کنہید و صاحب مدریا کنی "
" پی اے محمد شریف صاحب پیاوا کاڈ "
" پی سعید مسعود صاحب مدلکوٹیشرا "
" ٹی کے امیر علی صاحب کالیولم "

مکرم کے پی بشیر احمد صاحب چیلاکرہ کیرالہ
" کے کے جلال الدین صاحب کالیکٹ "
" پی پی ناصر الدین صاحب پینگاڈی "
" پی اے سلیمان صاحب کاواشیری "
" سید ڈی۔ ٹی ناصر صاحب پی اوم "
" ٹی کے محمود صاحب کیرولائی "

جلسہ یوم مسیح موعودؑ بقیہ صفحہ اوّل

اور وہاں آباد یہودی قبائل کو تبلیغ کی اور پھر طبعی وفات پا کر سرینگر محلہ خانیار۔ کشمیر میں مدفون ہوئے ۔۔۔ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت کو تعلیم و نصائح" تقریر فرمائی آپ نے بیان فرمایا کہ تمام انبیاء جو دنیا میں آئے ہیں سب کی تعلیمات و نصائح کا خلاصہ دو حصوں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مشتمل ہے موصوف نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کوئی نئی تعلیم پیش نہیں فرمائی بلکہ قرآن کریم کی حسین تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پُر نور حکمت و نصائح ہی کو نہ صرف قالی طور پر بلکہ عملی طور پر پیش فرمایا موصوف نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی تصنیف لطیف کشتی نوح میں مندرج پاک تعلیمات و نصائح پر مشتمل چند مؤثر اقتباسات بھی سنائے۔

محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ناظر اعلیٰ نے "حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ کے درخشندہ پہلو (ذکرِ حبیبؑ)" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ اس وقت جبکہ جماعت ابتلاء کے دور میں سے گزر رہی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات اور آپکی زندگی کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام اور آپکو قبول کرنے والوں کو بھی ایسے کٹھن اور صبر آزما دور میں سے گذرنا پڑا ہے اس سلسلہ میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کے کئی ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔ مکرم مولانا عبد الحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کی تقریر کا عنوان تھا "اقامت نماز" آپ نے بتایا کہ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ خصوصیت سے نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے۔ نماز پر باقاعدگی سے کاربند ہونے۔ نماز باجماعت بالالتزام ادا کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ نماز پورے خشوع، عاجزی، تذلل اختیار کرنے سے مقبول ہوتی ہے۔ موصوف نے قرآن مجید کی بہت سی آیات پیش کرتے ہوئے نمازوں کو باجماعت مقررہ اوقات میں ادا کرنے کی تلقین کی۔

آخر میں محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے نے مختصر صدارتی خطاب میں بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ نماز تمام سعادتوں اور برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز ادا کرنے سے برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ یہ روحانی اجلاس بہت روح پرور اور ایمان افروز تقاریر کے بعد اجتماعی دعا پر ساڑھے گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اندر پاک ...

تبدیلی پیدا فرمائے۔ تاکہ ہم صدق و صفا کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔ آمین

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ ۔ کلکتہ ۔ ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903

CALCUTTA -700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE:- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح ؎ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

بی ۔ ایم الیکٹرک ورکس بمبئی

خاص طور پر ان اغراض کے لئے ہم سے رابطہ قائم کیجئے :-

• الیکٹریکل انجینئرس • الیکٹریکل وائرنگ
• لائسنس کنٹریکٹس • موٹر وائنڈنگ

C-10 LAXMI GOBIND APART. J.P. ROAD. VERSOVA.

FOUR BUNGLOWS, ANDHERI (WEST)

574108
629389 ٹیلیفون نمبرز

BOMBAY -58

"مَیں وہی ہوں"

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔

(فتح اسلام ۔ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لبرٹی بوٹ ہاؤس

نمبر ۵-۲-۱۸
فلک نما
حیدرآباد ۵۰۰۲۵۳

محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS,

2-TOPSIA ROAD. CALCUTTA-700039.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ :-

23-5222
23-1652 ٹیلیفون نمبرز

آٹو ٹریڈرز

۱۶ مینگو لین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM

برائے :- ایمبسڈر • بیڈ فورڈ • ٹریکر

SKF بال اور رولر بیئرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پیٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS,

16-MANGOE LANE CALCUTTA-700001.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار ۔ موٹر سائیکل ۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ

کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

13-SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS - 600004.

PHONE NO. 76360
74350

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

M/S PERFECT TRAVEL AIDS.

SHED NO. C-16.

INDUSTRIAL ESTATE

MADIKERI-571201

PHONE NO. OFFICE- 306
RESI.- 283

رحیم کاٹیج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES.

17-A, RASOOL BUILDINGS.

MOHAMEDAN CROSS LANE

MADANPURA

BOMBAY -8.

ریگزین ۔ فوم ۔ چمڑے ۔ جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین معیاری اور پائیدار سوٹ کیس

بریف کیس ۔ سکول بیگ ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ) ۔ ہینڈ پرس ۔ منی پرس ۔ پاسپورٹ کور اور

بیلٹ کے مینوفیکچرس اینڈ آرڈر سپلائرز ۔۔۔!!

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِىٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، اسٹاکسٹ جیون ڈریسیز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر 294

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYA POOL, HYDERABAD-500002
PHONE NO. 522860

اِرشادِ نبوی ؐ

اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ

ترجمہ:۔ لڑائی دھوکہ ہے۔!!

محتاج دعا

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" } ارشاد حضرت ناصرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اُوشا پنکھے اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے!

(کشتی نوح)

پیشکش:۔

ROYAL AGENCY

C.B. CANNANORE — 670001
H.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)
PHONE NO. PAYANGADI-12, CANNANORE.- 4498.

حیدرآباد میں | فون نمبر:۔ 42301

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغاپورہ)

۴۸۷-۱-۱۶ سعید آباد۔ حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ششم ص۲۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲۴۰/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

فون نمبر:۔ ۴۲۹۱۶

بغیر لحاظ مذہب و ملّت کے تم ہمدردی کرو!

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

NIR®

CALCUTTA -15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!